

حافظے کو مضبوط رکھنے، شوقِ علم دلانے اور بہترین حافظے والوں کے تذکرہ پر مشتمل کتاب

الحث علی حفظ العلم و ذکر کبار الحفاظ (لابن الجوزی)

ترجمہ بنام

حفاظتِ علم اور بلند مقام کے حامل حفاظ کا ذکر



اس میں آپ پڑھ سکیں گے:

1. پہلا باب: علم کو حفظ (یاد کرنے) پر ابھارنا۔
2. دوسرا باب: فطرتی اور کسبی طور پر کون حفظِ علم کا اہل اور کون نا اہل ہے۔
3. تیسرا باب: حفظ میں معاون ادویات کا ذکر۔
4. چوتھا باب: محفوظ چیزوں کو مضبوط کرنے کا طریقہ۔
5. پانچواں باب: محفوظات (یاد کیے گئے علم) کو دہرانے کے مناسب اوقات۔
6. چھٹا باب: محفوظات میں ترجیحی امور کا بیان۔
7. ساتواں باب: ممتاز حفاظ کا تذکرہ۔

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

حفاظتِ علم اور بلند مقام کے حامل حفاظ کا ذکر

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالے کا نام	حفاظتِ علم اور بلند مقام کے حامل حفاظ کا ذکر
کاوش	سید کامران عطاری مدنی
صفحات	71
اشاعت	---
مکتبہ	مکتبہ افکارِ رضا
رابطہ	+923155322470

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجیے

اللہ پاک کا کرم ہے جس نے ہمیں علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اَلْحَثُّ عَلٰی حِفْظِ الْعِلْمِ وَذِكْرُ كِبَارِ الْحُفَّاظ" کا ترجمہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

یہ انتہائی اہم کتاب ہے جس میں علم کو زبانی یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور قوتِ حافظہ کو مضبوط بنانے کے مختلف طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کا مقصد علم کے تحفظ کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور حافظے کو مضبوط رکھنے کے عملی طریقوں کی نشاندہی کرنا ہے۔ مؤسسة شباب الجامعة، اسکندریہ مصر کے عربی نسخہ کو معیار بناتے ہوئے اس کتاب کو ایک آسان اور سلیس اُردو زبان میں پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر سطح کے طالب علم کے لیے مفید ہو۔

کتاب میں جہاں حافظے کو مضبوط رکھنے والی تدابیر اور اصول بیان کیے گئے ہیں، وہیں ذہین لوگوں کی عادات اور خصائل اور ان کی قوتِ حافظہ کے بارے میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ماضی کے عظیم حفاظِ حدیث کا تذکرہ بھی اس کتاب میں اہمیت رکھتا ہے، جنہوں نے اپنی زندگیوں میں علم کو یاد رکھنے کے مختلف طریقے اپنائے اور اس علم کو نسلوں تک منتقل کیا۔ یہ تذکرہ ہمیں ان کے طریقہ کار سے رہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ ہم بھی اپنے حافظے کو مزید مستحکم بنا سکیں۔

اس کتاب کا مطالعہ ہر اُس طالب علم کے لیے ایک قیمتی تحفہ ثابت ہو گا جو علم کے پھیلاؤ میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتا ہے اور اپنی یادداشت کو بہتر بنانا چاہتا ہے۔

ہم نے اپنی اس کتاب کا نام "**حفاظتِ علم اور بلند مقام کے حامل حفاظ کا ذکر**" رکھا ہے۔ اللہ پاک اس کتاب کو قارئین کے لیے نفع مند بنائے۔ آمین

یاد رہے کہ ادارہ "**افکار رضا ریسرچ سینٹر**" کی طرف سے یہ کاوش باقاعدہ اپنی طرف سے تحقیقی مقالہ نہیں ہے بلکہ فقط علامہ ابنِ جوزی کی کتاب کا ترجمہ کرکے اہلِ علم کے سامنے پیش کیا گیا ہے، طلبہِ اسلام کو حصولِ علم اور حفظِ علم کا شوق دلانے کے لیے ادارہ نے انصاف و دیانت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے من و عن کتاب کا ترجمہ قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے، چند ایک مقامات پر ضرورتاً حاشیہ یا بریکٹ میں اپنی طرف سے وضاحت یا تشریح کی ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ فقط ترجمہ کیا گیا ہے، کتاب کے ہر ہر جزو یا عبارت کی تحقیق و تخریج نہیں کی گئی ہے؛فلہذا اس میں بیان کردہ مندرجات سے ادارہ افکار رضا کے مترجمین، محققین یا ذمہ داران کا کلی طور پر متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ ہم نے اس کتاب کا ترجمہ و تصحیح کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے، ان تمام کوششوں کے باوجود بھی بہ تقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے، اگر آپ دورانِ مطالعہ کوئی شرعی یا لفظی غلطی پائیں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس غلطی کا ازالہ کیا جاسکے۔جزاکم اللہ

تعارفِ مصنف

نام ونسب

لقب: جمال الدین، **کنیت:** ابو الفَرَج اور **نام ونسب:** عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی بن عبد اللہ بن قاسم بن نضر بن قاسم بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق خلیفۃ المسلمین خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت وپرورش

آپ 511ھ میں عروس البلاد بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد محترم اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ والد کی وفات کے بعد آپ کی پھوپھی نے آپ کی پرورش کا ذمہ لیا اور خوب پیار ومحبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش کی۔

تعلیم

جب آپ نے کچھ ہوش سنبھالا تو آپ کی پھوپھی جان آپ کو اس علاقے کے مشہور حافظ حضرت ابو الفضل بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئیں اور خواہش ظاہر کی کہ میرے بھتیجے کو حافظ بنا دیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو اپنے حلقہ تلامذہ میں شامل فرمالیا۔ آپ نے اپنی ذہانت، محنت اور استاد کے اَدب واِحترام کی وجہ سے کلامِ مجید کو اپنے دل کے آبگینے میں سجالیا اور بہت جلد حافظِ قرآن بن گئے۔ آپ نے درسِ حدیث

کی ابتدا بھی حضرت ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ ہی سے کی اور ان ہی سے علمِ قراءت سیکھا۔ آپ نے علمِ فقہ اپنے زمانے کے مشہور حنبلی فقیہ حضرت ابو بکر دینوری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن الفراء رحمۃ اللہ علیہ سے، علمِ ادب و لغت حضرت ابو منصور ابن جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ ان کے علاوہ آپ نے تقریباً 87 اساتذہ کرام سے علمی استفادہ کیا جن میں ابو القاسم ھبۃ اللہ محمد بن عبد الواحد شیبانی، ابو البرکات عبد الوہاب بن مبارک انماطی، ابن طبری، ابو الحسن ابن زاغوانی اور ابن عقیل رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

وعظ و نصیحت کا شوق

آپ کو وعظ و نصیحت اور بیان کرنے کا بہت شوق تھا، اسی شوق کی بناء پر آپ نے بہت چھوٹی عمر میں بیان کرنا شروع کر دیا اور لوگ بھی آپ کے بیان میں دلچسپی لینے لگے۔ آپ کے اُستاد ابنِ زاغوانی رحمۃ اللہ علیہ جو اس زمانے کے مشہور واعظ تھے، انہوں نے آپ کو بیان سکھایا اور ان کی زیرِ نگرانی آپ بہت جلد ایک بہت اچھے واعظ بن گئے۔ چنانچہ استاد کی خصوصی شفقتوں اور خاص توجہ سے تقریباً 20 سال کی عمر میں باقاعدگی سے وعظ فرمانے لگے۔ آپ کا وعظ سننے دور و نزدیک سے لوگ آنے لگے اور آپ نے مستقل تربیتی اِجتماع شروع کر دیا۔ اس تربیتی اِجتماع میں علماء کرام رحمہم اللہ، طلبہ، خلفاء، وزراء، بڑے بڑے بادشاہ، عوام اور ہر طرح کے لوگ شامل ہوتے اور اپنی علمی و عملی پیاس بجھاتے۔ آپ کے تربیتی اِجتماع میں لوگوں کی تعداد تقریباً دس ہزار (10,000) تک ہوتی اور کبھی کبھی تو اس اجتماع میں تعداد ایک لاکھ (100,000) تک پہنچ جاتی۔ آپ بہت فصیح و بلیغ کلام فرماتے اور دورانِ بیان اشعار بھی پڑھتے، آپ کا بیان نصیحت آموز کلمات پر مشتمل ہوتا، لوگ آپ کا بیان سن کر آخرت کی

تیاری کی طرف راغب ہوتے، گناہ گار گناہوں سے تائب ہو جاتے، متقی وپرہیز گار لوگوں کو مزید جذبہ ملتا، بے علموں کو علم و عمل کی دولت نصیب ہوتی، بے سکونوں کو سکون ملتا۔ الغرض! آپ اپنے دور کے عظیم مُبَلِّغ تھے اور آپ کا انداز سب سے منفرد تھا، دورانِ بیان قرآن پاک کی آیتیں پڑھتے، ترغیب کے لئے واقعات بیان فرماتے۔

تصنیف و تالیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ فقہ، جغرافیہ، علمِ طِب، تاریخ، تفسیر، علمِ نجوم، حساب، لغت، نحو وغیرہ کے علاوہ اور بہت سے علوم پر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 300 بتائی جاتی ہے جن میں کئی تو مُجلَّد ہیں اور کچھ رسالے وغیرہ ہیں۔ آپ کی بعض تصانیف و تالیفات کے نام یہ ہیں: (1) اَحکام النساء (2) اخبار الاخیار (3) اخبار اهل الرسوخ فی الفقه والحدیث بمقدار المنسوخ (4) اخبار البرامکة (5) الاریب فی تفسیر الغریب (6) اسباب الهدایة لارباب البدایة (7) اعلام العالم بعد رسوخه بحقائق ناسخ الحدیث ومنسوخه (8) الانصاف فی مسائل الخلاف (9) بستان الصادقین (10) بستان الواعظین وریاض السامعین (11) التحقیق فی احادیث الخلاف (12) تذکرة الخواص (13) تذکرة المنتبه فی عیون المشتبه (14) تلبیس ابلیس (15) تلقیح فهوم الاثر فی التاریخ والسیر (16) تیسیر البیان فی تفسیر القران (17) جامع المسانید (18) الجمال فی اسماء الرجال (19) الخطا والصواب عن احادیث الشهاب (20) الدر الثمین من خصائص النبی الامین (21) الدر الفائق بالمجالس والاحادیث الرقائق (22) درة الاکلیل فی التاریخ (23) الدلائل فی منثور المسائل (24) ذم الهوی (25) الذهب المسبوك فی

سیر الملوك(26)الذیل علی طبقات الحنابلة(27)الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید(28) روح الارواح (29)روضة المجالس ونزهة المستأنس (30)روضة المریدین(31)روضة الناقل(32)زاد المسیرفی علم التفسیر(33)زاھر الجواھر(34)السّھم المصیب (35) سیرۃ العمرین (36) شذور العقود فی تاریخ العھود(37)شرف المصطفٰی(38)شم الریاض(39)صفوۃ الصفوۃ(40)صید الخاطر (41)عجالة المنتظرفی شرح حال الخضر(42)العلل المتناھیة فی الاحادیث الواھیة (43)عیون الحکایات(44)فضائل المدینة(45)قصیدۃ فی الاعتقاد(46)کتاب الاذکیاء (47) کتاب الالقاب(48) کتاب الحمقاء والمغفّلین(49)منھاج الوصول الی علم الاصول(50)النور فی فضائل الایام والشھور(51)الواھیات (ثلاث مجلدات) (52)الوفا فی فضائل المصطفٰی۔

اولاد

آپ کے تین صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔صاحبزادوں کے نام یہ ہیں،عبد العزیز،ابو القاسم علی اور محی الدّین یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔

وِصال

597ہجری 12رمضان المبارک مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کا وصال ہوا اور عمر مبارک 87 سال تھی۔ آپ کے جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور آپ کو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔[1]

[1]...ماخوذ از بستان الواعظین وریاض السامعین،ذم الھوٰی،عیون الحکایات،سیر اعلام النبلاء،تاریخ الاسلام للذہبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخِ وقت، امامِ کبیر، حافظ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابنِ جَوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے کرم سے ہمیں بہترین اُمت بنایا، جہالت کے اندھیروں کو دور کر کے بلند ہمت عطا کی، حفظِ قرآن اور اہم علوم کی حفاظت کی توفیق بخشی اور ہمارے رحمت والے نبی حضرت محمد صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ذریعے ہمیں شرف بخشا۔ جب تک دن و رات رہیں ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر، آپ کی اتباع کرنے والوں پر اور آپ کی امت پر دُرود و سلام ہو۔

بعد از حمد و ثنا: اللہ تعالیٰ نے ہماری اُمت کو قرآن اور علم کو زبانی یاد کر لینے کا خاص امتیاز بخشا۔ ہم سے پہلے لوگ اپنی کتابیں صحیفوں سے پڑھتے تھے، حفظ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عُزَیر علیہ السلام تشریف لائے اور تورات کو اپنے حافظے سے (یعنی زبانی) پڑھا تو لوگ کہنے لگے: یہ اللہ کا بیٹا ہے (کیونکہ ان کے نزدیک تورات کو زبانی یاد کر لینا انسانی دسترس سے باہر تھا)۔ ہم کیسے اس ذات کا شکر ادا کر سکتے ہیں جس نے ہمیں یہ نعمت دی کہ ہمارا سات سالہ بچہ بھی قرآن کو زبانی یاد کر لیتا ہے۔ نیز دوسری اُمتوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنے نبی کے اقوال و افعال کو ایسی مضبوط سند کے ساتھ نقل کرے جس پر اعتماد کیا جا سکے، سوائے ہماری اُمت کے۔ ہم میں سے کوئی حدیث کو اپنے شیخ سے نقل کرتا ہے تو راوی کی ثقاہت کو رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم تک پہنچنے تک جانچا جاتا ہے، جبکہ دیگر اُمتیں صرف ایک صحیفے سے نقل کرتی ہیں جس کا نہ کاتب معلوم نہ ناقل معلوم۔

یہ عظیم نعمت ہم سے مسلسل مطالعہ اور محنت کا تقاضا کرتی ہے تا کہ حفظ (علم کو زبانی یاد رکھنا) باقی رہے۔ ہمارے اسلاف میں بہت سے لوگ بڑے بڑے علوم یاد رکھتے تھے، لیکن اب کاہلی کے باعث لوگ علمی دہرائی (بار بار پڑھنے) سے بھاگتے ہیں۔ جب کسی کو حفظ شدہ چیز کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اسے یاد نہیں کر پاتا۔ میں نے دیکھا کہ فقہاء اسباق کو دو یا تین بار دہراتے ہیں، لیکن دو دن گزرتے ہی بھول جاتے ہیں۔ مناظرے میں جب کسی مسئلے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اسے پیش نہیں کر پاتے۔ پہلے زمانے کا علم ضائع ہو رہا ہے اور نئے سرے سے حفظ کی ضرورت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے علم کو مضبوطی سے نہیں سیکھا۔ جب میں نے دیکھا کہ علم حاصل کرنے والوں پر کاہلی چھا گئی ہے تو میں نے محنت پر ابھارنے اور کاہلی دور کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی۔ اس کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے:

1. **پہلا باب:** علم کو حفظ (یاد کرنے) پر اُبھارنا۔
2. **دوسرا باب:** فطرتی اور کسبی طور پر کون حفظِ علم کا اہل اور کون نا اہل ہے۔
3. **تیسرا باب:** حفظ میں معاون ادویات کا ذکر۔
4. **چوتھا باب:** یاد کی گئی چیزوں کو مضبوط کرنے کا طریقہ۔
5. **پانچواں باب:** یاد کی گئی چیزوں کو دہرانے کے مناسب اوقات۔
6. **چھٹا باب:** یاد کی گئی چیزوں میں ترجیحی امور کا بیان۔
7. **ساتواں باب:** ممتاز حفاظ کا تذکرہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

علم کو حفظ (یاد کرنے) کی ترغیب

علم کو حفظ (یاد) کرنے کے بارے میں منقولات بہت ہیں اور ان میں سے اتنا کافی ہے کہ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ (۱۱) ترجمہ کنز الایمان: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔[1]﴾

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: "بے شک فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔"[2] اور معقولات میں (یعنی عقلی طور پر علمی فضیلت کے لیے) یہ کافی ہے کہ جو جاہل ہو وہ بھی علم کا دعوی کرتا ہے اور جہالت کی نسبت کو اپنی طرف ناپسند کرتا ہے اور جاہل بھی یہ بات جانتا ہے کہ عالم کی قدر اس کے علم کے مطابق بلند ہوتی ہے، اگر علم کم ہو تو اس کی رفعت کم ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے: "قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا: پڑھو اور چڑھو، تمہاری منزل وہ ہو گی جہاں تم آخری آیت پڑھو گے۔"[3] اور جو شخص نصف قرآن حفظ کرے وہ اس کے برابر نہیں جو پورا قرآن حفظ کرے اور جو سو حدیثیں حفظ کرے وہ

---

1 …پ28، المجادلہ: 11

2 …ترمذی، 4/312، حدیث: 2691، دار الفکر بیروت

3 …ابو داؤد، 2/104، حدیث: 1464، دار الفکر بیروت

اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو ہزار حدیثیں حفظ کرے۔ **نتیجہ یہ نکلا کہ علم وہی ہے جو زبانی یاد ہو۔**

علم وہی ہے جو زبانی یاد ہو

امام عبد الرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہر وہ علم جو اپنے مالک کے ساتھ حمام میں نہ جائے (یعنی زبانی یاد نہ ہو)، اسے علم نہ سمجھو۔ اور انہوں نے یہ شعر پڑھا:

لیس بعلم ما حوی القمطر ما العلم إلا ما حواہ الصدر

ترجمہ: علم وہ نہیں جو صندوق میں بند ہو، علم وہ ہے جو سینے میں محفوظ ہو۔

انہوں نے یہ اشعار بھی پڑھے:

رب إنسان ملا أسفاطه کتب العلم یعد ویحط

وإذا فتشته عن علمه قال علمی یا خلیلی فی السفط

فی کراریس جیاد أحرزت وبخط أی خط أی خط

فإذا قلت له: هات إذن حك لحييه جميعا وامتخط

ترجمہ: کئی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے صندوق علم کی کتابوں سے بھر رکھے ہیں لیکن جب تم ان کے علم کے بارے میں پوچھو تو وہ کہتے ہیں: میرے دوست، میرا علم تو صندوق میں بہترین کاپیوں، کتابوں اور عمدہ خط میں لکھا ہوا محفوظ ہے۔ پھر جب تم کہو: لاؤ! تو وہ اپنی داڑھی کھرچنا اور ناک میں انگلی مارنا شروع کر دیتے ہیں۔

دوسرا باب

اس شخص کی علامات جو شکل وصورت کے اعتبار سے حفظِ علم کے لائق ہے اور جو نااہل ہے۔

جسمانی خدوخال کے ذریعے پہچان

جب سر کی شکل درست نہ ہو تو یہ دماغ کی خرابی کی دلیل ہے اور اگر سر چھوٹا ہو تو یہ نشانی ہے کہ دماغ کی ساخت خراب ہے۔ اگر سر بڑا ہو تو یہ دماغ کی خوبی کی دلیل نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ شکل بھی خوبصورت نہ ہو۔ اگر گردن موٹی ہو تو یہ دماغ کی طاقت اور فراوانی کی دلیل ہے اور اگر چھوٹی اور پتلی ہو تو اس کے برعکس ہے۔ جس کی جسمانی ساخت متناسب نہ ہو، وہ سمجھ اور عقل میں بھی کمزور ہوتا ہے، جیسے بڑے پیٹ والا، چھوٹی انگلیوں والا، گول چہرے والا، لمبے قد والا، چھوٹے سر والا اور موٹی پیشانی والا آدمی۔ اگر آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں تو ایسا شخص سست اور کاہل ہوتا ہے۔ سیاہ پتلی والی آنکھیں کاہلی اور کند ذہنی کی علامت ہیں۔ اگر ناک موٹی اور بھری ہوئی ہو تو وہ کم فہم ہوتا ہے۔ جس کا چہرہ پتلا ہو وہ سمجھدار ہوتا ہے اور پتلا پیٹ ہونا عقل کی خوبی کی دلیل ہے۔ کند ذہنی اور غفلت لمبے قد والوں میں زیادہ ہوتی ہے اور لطافت پتلے اور کمزور لوگوں میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ جب اعضاء متناسب ہوں اور جسم کا ڈھانچہ درست ہو تو عقل مکمل ہوتی ہے، فہم وافر ہوتا ہے اور علوم حاصل کرنے کی تیاری ممکن ہوتی ہے۔

مزاج کا غلبہ

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سب خوبیاں جمع ہوں لیکن مزاج کی خرابی کی وجہ سے قوتِ حافظہ کو نقصان پہنچے۔ جب سوداء[1] غالب آجائے قوتِ حافظہ بگڑ جاتی ہے اور اگر صفرا غالب آجائے تو حفظ کو نقصان نہیں پہنچتا۔

حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سوداوی مزاج کچھ بھی حفظ نہیں کر سکتا، صرف صفراوالا ہی حفظ کرتا ہے۔

مزاج سرد ہو تو ایسا شخص کند ذہن اور کم فہم ہوتا ہے۔

مزاج کی خرابی کی علامت

جس کا لمس (بدن) ٹھنڈا محسوس ہو، چہرہ بہت سفید ہو نیز بالوں کی کمی اور سفیدی بھی ایک علامت ہے۔

جب مزاج گرم اور خشک ہو تو یہ ذکاوت، ذہانت اور بہادری کی دلیل ہے اور اس کی علامت بالوں کی زیادتی، گھنگریالہ پن اور سیاہی ہے۔

معتدل مزاج کی علامت

معتدل مزاج کامل ہوتا ہے اور معتدل مزاج والا فطین، فہیم، عاقل، بہادر اور

---

1 ... انسانی جسم میں مختلف مزاج ہوتے ہیں جن میں سے سوداوی اور صفراوی مزاج بھی ہیں سوداء اخلاط کی ایک قسم ہے جو جسم میں خشکی اور سردی کا سبب بنتی ہے۔ قدیم حکیموں کے مطابق سوداء جگر اور تلی (Spleen) سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا زیادہ یا کم ہونا جسمانی اور ذہنی بیماریوں کا باعث بن سکتا ہے۔ جبکہ صفراوی مزاج والے افراد میں صفرا (Bile) کا غلبہ ہوتا ہے، جو کہ گرم اور خشک طبیعت رکھتا ہے۔ یہ مزاج زیادہ تر آگ کے عنصر سے منسلک سمجھا جاتا ہے، جو گرم، تیز اور فعال ہوتا ہے۔

معاملات میں میانہ رو ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ گرمی اور سردی میں اس کا لمسِ بدن معتدل ہو اور وہ دبلے پتلے اور موٹے کے درمیان متوسط جسم کا ہو۔

فصل

حافظے کی ابتدا بچپن سے ہوتی ہے

جب مزاج معتدل ہو اور عقل مکمل ہو تو یہ بچے کو چھوٹی عمر ہی سے بیدار کر دیتا ہے، چنانچہ وہ بلند مقاصد کی طلب کرتا ہے۔ اگر وہ دنیا کی بلندی چاہے تو یہ اس کی کم فہمی کی دلیل ہے کیونکہ جو شخص اپنی عقل کو حاضر کرے تو وہ اسے خالق کی طرف رہنمائی کرتی ہے جس کی اطاعت اور اس کے احکام کی پیروی ضروری ہے۔ چنانچہ وہ اس کے قرب کی خواہش کرتا ہے اور جان لیتا ہے کہ قرب صرف علم اور عمل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے لہٰذا وہ بغیر کسی حکم اور تحریک کے اس کی تحصیل میں لگ جاتا ہے۔ وہ علم کی انتہا چاہتا ہے پھر اس کا معاملہ فانی چیزوں سے بے رغبتی اور ہر ممکن فضیلت حاصل کرنے تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ اللہ تعالٰی کی محبت کی طرف ترقی کرتا ہے۔ جو کامل ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا اور اللہ تعالٰی نے فرمایا:﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ(۵۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اُس سے خبردار تھے۔[1]﴾ یہ انتہائی علامت ہے، اس کو کسی کے اکسانے و رغبت دلانے کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ جب وہ بیٹھا ہو تو اس کی ہمت اسے چلائے رکھتی ہے۔

---

1 ...پ17، الانبیاء:51

بچوں میں تفاوت

پھر بچوں میں تفاوت ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض کو ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے اکثر بچے ایسے ہی ہوتے ہیں اور بعض کو معمولی تنبیہ سے ہوش آجاتا ہے اور بعض کے ساتھ سرپرست کو محنت کرنی پڑتی ہے کیونکہ اس کی فطرت تربیت قبول نہیں کرتی۔

فصل

بچے کے حافظے پر تربیت کرنا

جب مزاج معتدل ہو اور عقل مکمل ہو تو یہ بچے کو بیدار کر دیتا ہے۔ اس لئے جس کے ہاں اولاد ہو اسے چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ محنت کرے، اللہ کی توفیق ملنا بعد کا معاملہ ہے۔

پتھر پر لکیر

بچے کو چھوٹی عمر ہی سے صفائی اور پاکیزگی کی عادت ڈالے اور اسے آداب سکھائے۔ جب وہ پانچ سال کا ہو جائے تو اسے علم کے حفظ پر لگا دے۔ کس چیز کو پہلے حفظ کرنا ہے اس ترتیب کو ہم بعد میں بیان کریں گے کیونکہ بچپن میں یاد کی ہوئی چیز گویا پتھر پر لکیر ہوتی ہے۔ جب بچہ بالغ ہو جائے اور اس میں علم حاصل کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کے لیے کامیابی نہیں ہے۔

تیسرا باب

حافظہ مضبوط کرنے میں مدد گار ادویات

یاد رہے! یاد کی ہوئی چیزوں کا بھول جانا دماغی بیماریوں میں سے ہے۔ یہ عام طور پر سرد تر مزاج کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے جو دماغ کو تر کر دیتا ہے۔ یہ ہر اس چیز سے ہو سکتا ہے جو بلغمی خلط پیدا کرے اور جس میں بخارات ہوں یہ مزاج اکثر پیاز، گوشت اور زیادہ پھل کھانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

یادداشت خراب ہونے کی دو وجوہات

(1) یادداشت کے خراب ہونے کی وجہ سردی یعنی سرد مزاج ہے۔ اگر یہ رطوبت کی وجہ سے ہو تو ایسا شخص دماغ پر نقش چیز کو یاد نہیں رکھ سکتا اور اگر خشکی کی وجہ سے ہو تو وہ ماضی کی باتوں کو یاد رکھتا ہے لیکن حالیہ واقعات کو نہیں۔ اگر خشکی کے ساتھ گرمی بھی ہو تو ذہن میں گڑبڑ ہوتی ہے اور زیادہ تر بھولنا سرد تر مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(2) بسا اوقات ایسا انتہائی خشکی کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے، جو دماغ کو ہلکا کر دیتی ہے اور اسے پتھر کی مانند بنا دیتی ہے جس پر کچھ بھی نقش نہیں ہوتا۔ کسی دانشور نے کہا: ابلیس کہتا ہے کہ میں جس بھی صاحبِ ثروت سے ملا وہ رب کو بھلائے بیٹھا تھا۔

بھول کی عادت پیدا کرنے والی چیزیں

بھولنے کی عادت بہت سی چیزوں سے پیدا ہو سکتی ہے، جیسے: نقرہ (گردن کے پچھلے حصے) میں پچھنے لگوانا، سبز دھنیا کھانا، کھٹا سیب کھانا، دو اونٹوں کے درمیان چلنا، زیادہ

فکر کرنا، قبروں کی تختیاں پڑھنا، مسلسل بہتے پانی میں دیکھنا اور اس میں پیشاب کرنا، مصلوب (سولی چڑھے) کو دیکھنا، جوئیں (مارے بغیر) پھینکنا اور چوہے کا جوٹھا کھانا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (کھٹا) سیب بھولنے کا سبب بنتا ہے۔

فصل

قوتِ حافظہ کے لیے استعمال ہونے والے کھانے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میٹھے انار کھاؤ، کیونکہ یہ معدے کو درست کرتا ہے۔ ایک شخص نے ان سے بھولنے کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: تم لوبان استعمال کرو، کیونکہ یہ دل کو مضبوط کرتا اور بھولنے کو دور کرتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سر کے پچھلے حصے کے بال مونڈنے سے حافظہ بڑھتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: ایک مثقال لوبان اور ایک مثقال شکر لیں، انہیں اچھی طرح پیس لیں پھر صبح نہار منہ استعمال کریں، کیونکہ یہ بھول پن ختم کرنے کے لیے بہترین ہے۔

حافظے کے لئے شہد، کشمش اور دودھ روٹی کا استعمال

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تم شہد استعمال کرو کیونکہ یہ حافظے کے لیے اچھا ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا: جسے حدیث یاد رکھنے کی خواہش ہو وہ کشمش کھائے۔

جعابی نے کہا: میں کند ذہن تھا، طبیبوں نے مجھے کہا: دودھ کے ساتھ روٹی کھاؤ۔ میں نے چالیس دن تک صبح و شام صرف یہی کھایا تو میرا ذہن صاف ہو گیا اور میں اتنے

اچھے حافظہ والا ہو گیا کہ ایک دن میں تین سو حدیثیں یاد کر لیتا تھا۔

حافظے کے لئے طبی دوائیں

جو چیزیں اطباء نے حفظ کے لیے تجویز کی ہیں، ان میں شامل ہیں: دس درہم وَج (ایک خوشبودار پودا) دس درہم عود (ایک قسم کی خوشبودار لکڑی) اور دس درہم ہلیلج (ہرڑ)۔
(ان کو باہم پیس کر ان کا سفوف یعنی پاؤڈر استعمال کریں)

یقینی طور پر جس شخص کا مزاج خشک سرد ہو اس کے لیے ہم کہتے ہیں: پانچ درہم ادرک، پانچ درہم مصطگی کو پیس کر ایک رطل شہد کے ساتھ گوندھ لیں اور (اس کا ایک تہائی ایک دن میں استعمال کرے)۔

ایک ترکیب: سفید مرچ، زعفران اور مراجرا (ایک قسم کی جڑ) برابر وزن میں لے کر گوندھیں اور روزانہ ایک درہم استعمال کریں۔

دوسری ترکیب: تیس درہم لوبان اور دس درہم (کالی) مرچ، انہیں پیس کر روزانہ ایک مثقال چالیس دن تک استعمال کریں۔

ضروری نوٹ: کوئی بھی طبی نسخہ یا دوا وغیرہ اپنے معالج کے مشورے کے بغیر ہرگز استعمال نہ کی جائے۔

چوتھا باب

جو یاد ہو اسے مضبوط کرنے کا طریقہ

محفوظ (یعنی جو یاد ہوں ان) چیزوں کو مضبوط کرنے کا طریقہ بار بار دہرانا ہے، لوگ اس میں مختلف ہوتے ہیں: بعض لوگوں کو کم دہرانے کے ساتھ ہی پہلے سے یاد چیز مضبوط ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ بہت زیادہ دہرانے کے بعد ہی یاد کر پاتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ حفظ کے بعد دہرائے، تاکہ اس طرح محفوظ چیز مضبوط ہو جائے۔

کثرت سے دہرائی

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: قرآن کی حفاظت کرو، کیونکہ یہ مَردوں کے سینوں سے رسی میں بندھے اونٹ سے زیادہ بھاگ جانے والا ہے۔[1]

حافظ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایک سبق کو سو(100) بار دہراتے تھے، اور جناب اِلکیاہراسی رحمۃ اللہ علیہ ستر (70) بار دہراتے تھے۔

فقیہ حضرت حسن بن ابو بکر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بتایا: میرے نزدیک یاد اسی وقت ہوتا ہے جب پچاس بار سبق کو دہرایا جائے۔

آپ نے ہمیں یہ بھی بیان کیا کہ ایک فقیہ نے اپنے گھر میں ایک سبق کو کئی بار دہرایا تو ان کے گھر کی ایک بوڑھی عورت نے کہا: بخدا! میں نے بھی اسے یاد کر لیا ہے۔ فقیہ نے کہا: یہ بات ہے تو سنائیے۔ اس بڑھیا نے پورا سبق سنا دیا۔ پھر کچھ دنوں بعد فقیہ نے کہا: اماں جی! وہ سبق سناؤ۔ کہنے لگیں: میں تو بھول گئی۔ فقیہ نے کہا: میں بار بار دہراتا ہوں تاکہ مجھ پر وہ نہ آئے جو تم پر آیا (یعنی بھول جانا)۔

1... مسلم، ص309، حدیث:1844، دار الکتاب العربی بیروت

پانچواں باب

یاد شدہ چیزوں کو دہرانے کے اوقات

جو شخص حفظ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس وقت علم میں مشغول ہو جب یکسوئی پائے، جب وہ محسوس کرے کے اب دل ادھر ادھر مشغول ہونے لگا ہے تو یاد کرنا چھوڑ دے اور جتنا ممکن ہو اتنا ہی حفظ کرے کیونکہ تھوڑا یاد رہتا ہے اور زیادہ حاصل نہیں ہو پاتا۔ سحر کے وقت، صبح کے وقت اور آدھی رات کے وقت علم یاد کرنے کو پسند کیا گیا ہے کیونکہ ان اوقات میں دل یکسو ہوتا ہے۔ دریا کے کنارے یا سبزہ زار کے سامنے حفظ نہیں کرنا چاہیے تاکہ دل اور نگاہیں مشغول نہ ہوں کیونکہ بلند نظارے پستی کے نظاروں کے مقابل زیادہ پسندیدہ ہوتے ہیں۔

فائدہ: انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو حفظ سے ایک یا دو دن کے لیے آرام دے تاکہ یہ اس عمارت کی طرح ہو جائے جسے مضبوط ہونے کے لیے کچھ وقت چھوڑا جاتا ہے۔(جیسے بنیادیں، چنائی، پلستر وغیرہ کو)

چھٹا باب

کن چیزوں کو یاد رکھنے میں ترجیح دی جائے؟

سب سے پہلے عقائد کے متعلق ایک بنیاد کو یاد کیا جائے جس میں اللہ پاک کی معرفت کے دلائل اور اس کے متعلق ضروری باتیں شامل ہوں، پھر واجبات کو سمجھا جائے پھر قرآن کو حفظ کیا جائے اور پھر حدیث کو سنا جائے۔

نحو کا ایک مقدمہ (یعنی بنیادی قواعد) یاد کرنا بھی ضروری ہے تا کہ زبان درست ہو البتہ فقہ سب سے عمدہ علم ہے۔ تمام علوم کو جمع کرنا قابل تعریف ہے لیکن بعض لوگوں نے نحو اور زبان کی حفاظت میں عمریں گزار دی ہیں، حالانکہ ان سے فقط قرآن و حدیث کے غریب الفاظ کو سمجھا جاتا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ بھی مذموم نہیں ہے لیکن دوسری چیزیں اس سے زیادہ اہم ہیں۔

بعض لوگوں نے قرآن کے علوم میں اپنی عمریں گزار دیں اور شاذ و متروک مسائل میں مشغول ہو گئے حالانکہ ان سے بہتر علوم موجود ہیں۔ یاد رکھو! عمر اتنی قیمتی ہے کہ اسے ایسی چیزوں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

بعض لوگوں نے حدیث کے طرق میں اپنی عمریں لگا دیں میرے نزدیک یہ اچھا ہے لیکن دوسری چیزوں کو ترجیح دینا زیادہ اہم ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ قسم کے لوگوں میں سے اکثر فقہ نہیں جانتے جو کہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔ جب حدیث کا طالب علم فقط سماعِ حدیث اور کتابتِ حدیث میں مشغول ہو جاتا ہے تو حفظ و یاد کرنے کا وقت نکل جاتا ہے۔ چنانچہ جب عمر بڑھ جاتی

ہے تو اہم چیزوں کو یاد کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ اگر تم فقہ کی فضیلت جاننا چاہتے ہو تو لغت میں امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ، نحو میں سیبویہ اور رجال شناسی میں امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کو دیکھو اور پھر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ میں مقام و مرتبے کو دیکھو، تمہیں فرق معلوم ہو جائے گا۔

فقہ کی فضیلت

پھر یہ دیکھو کہ کوئی بوڑھا شیخ ہو جس کے پاس اسنادِ حدیث تو ہیں لیکن فقہ نہیں جانتا اور اس کے سامنے ایک جوان فقیہ بیٹھا ہو اور کوئی مسئلہ پیش آئے تو شیخ خاموش رہے گا اور جوان جواب دے گا۔ فقہ کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے۔

بہت سے حدیث کے طالب علموں نے حدیث کے علوم میں مشغول ہو کر فقہ کو نظر انداز کر دیا اور جب ان سے احکام کے بارے میں سوال کیا گیا تو وہ شرمندہ ہوئے۔

مرغی کنویں میں کیوں گری؟

حضرت ابو بکر ابہری فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں حافظ حدیث یحییٰ بن صاعد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے شیخ! اگر ایک کنویں میں مرغی گر کر مر جائے تو پانی پاک ہے یا ناپاک؟ یحییٰ نے کہا: افسوس! مرغی کنویں میں کیسے گر گئی؟ عورت نے کہا: کنواں ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ یحییٰ نے کہا: تم نے اسے ڈھکا کیوں نہیں تا کہ اس میں کچھ نہ گرے۔ حضرت ابہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے عورت! اگر پانی کا رنگ بدل گیا ہے تو ناپاک ہے، ورنہ پاک ہے۔[1]

---

1 ... مرغی کنویں میں گر کر مر جائے تو چالیس سے ساٹھ ڈول نکالے جائیں اور اگر مرنے کے بعد پھول پھٹ

بائیس روزے رکھنے کا حکم دینا

حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان: مجھے بتایا گیا کہ ایک عورت محدث علی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی، وہ حدیث بیان کر رہے تھے اور ان کے سامنے تقریباً ایک ہزار لوگ تھے۔ عورت نے کہا: میں نے اپنا تہبند صدقہ کرنے کی قسم اٹھائی ہے۔ علی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تم نے اسے کتنے میں خریدا تھا؟ عورت نے کہا: بائیس درہم میں۔ علی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عورت سے کہا: بائیس روزے رکھو[1]۔ جب وہ چلی گئی تو علی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے: آہ، آہ، ہم سے غلطی ہو گئی بخدا! ہم نے اسے ظہار کے کفارہ کا حکم دیا ہے۔

(امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اگر عمر دراز ہوتی تو میں تمہیں ہر علم کو مکمل طور پر سیکھنے کا حکم دیتا، کیونکہ ہر علم قابل تعریف ہے۔ لیکن جب عمر کم ہو تو اہم اور بہتر چیزوں کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

(مذکورہ دو واقعات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اِن اہلِ علم کو فقہ بالکل ہی نہیں آتی تھی بلاشک ضروری مسائلِ شرعیہ سے وہ حضرات بخوبی واقف تھے مگر زیادہ توجہ علمِ حدیث کی طرف رہی۔)

جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

1...اس صورت میں بائیس درہم (تہبند کی قیمت) صدقہ کرنے سے عورت کی نذر پوری ہو جائے گی۔

ساتواں باب

ممتاز حفاظِ حدیث کا ذکر

چونکہ اس کتاب کا مقصد حفظِ علم کی ترغیب دینا ہے، اس لیے میں نہ اسناد میں مشغول ہوا نہ طوالت کی۔ اب میں حروف تہجی کے اعتبار سے ممتاز حفاظ حدیث کا ذکر کرتا ہوں۔ میں ان کے حفظ کے متعلق مختصر طور پر ذکر کروں گا اور ان کا ذکر اور ان کے یاد کئے ہوئے کی طرف اشارہ محنتی لوگوں کے لیے ترغیب اور سست لوگوں کے لیے ملامت ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

حروف تہجی کے اعتبار سے بڑے حافظے والوں کا ذکر

حرف الف

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد بن محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: محدث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ نے محدثین میں سے سب سے زیادہ حافظ یعنی مضبوط حافظے والا کس کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو۔ جس دن ان کی وفات ہوئی تو میں نے ان کی کتابوں کا اندازہ لگایا تو وہ بارہ اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں اور ان میں سے کسی کتاب کے اوپر یا اندر یہ نہیں لکھا تھا کہ "فلاں سے روایت ہے" یا "ہمیں فلاں نے بیان کیا" بلکہ وہ سب کچھ انہیں زبانی یاد تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے محدث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دس لاکھ

حدیثیں یاد تھیں۔ ان سے پوچھا گیا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: میں نے ان سے مذاکرہ کیا اور مختلف ابوابِ حدیث کے ذریعے ان کا امتحان لیا۔

حضرت عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے کہا: حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں سے جو کتاب چاہو لے آؤ، اگر تم مجھ سے متنِ حدیث کے بارے میں پوچھو تو میں تمہیں اس کی سند بتادوں گا اور اگر سند کے بارے میں پوچھو تو اس سند سے مروی متن تمہیں بتادوں گا۔

حضرت احمد بن ابو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بڑے حافظِ حدیث اور فنون میں ماہر تھے۔ انہوں نے علم الانساب (نسب کا علم) حضرت مصعب زبیری رحمۃ اللہ علیہ سے اور لوگوں کے حالات کا علم حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا۔ انہوں نے کثیر فوائد پر مشتمل تاریخ کی ایک بڑی کتاب لکھی۔

حضرت احمد بن یحییٰ ثعلب رحمۃ اللہ علیہ

یہ عالم اور حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے سولہ سال کی عمر میں عربی اور لغت کا علم حاصل کرنا شروع کیا، اٹھارہ سال کی عمر میں امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدود الاعراب پر غور کرنا شروع کیا۔ پچیس سال کی عمر تک میں امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کے کسی بھی مسئلہ یا کتاب کو یاد کر چکا تھا۔ میں نے امام قواریری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک لاکھ حدیثیں سنی ہیں۔

حضرت ابو بکر الاثرم احمد بن محمد بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عفان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سماعِ

حدیث کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور ان کے مذہب میں مشغول رہے۔ کثیر علم اور مضبوط حافظے والے تھے۔ حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں کہتے تھے: اَثرم کے والدین میں سے کوئی ایک جن تھا (یعنی ان کی ذہانت اور حافظے کو دیکھ کر بطور حیرت کہتے تھے)۔ حضرت ابراہیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اَثرم، ابوزرعہ سے زیادہ حافظے والے اور علم میں مضبوط تھے۔

امام ابو عمرو احمد بن نصر بن ابراہیم خفاف رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سماع کیا۔ ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور پچاس لاکھ درہم راہِ خدا میں صدقہ کئے۔

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے اسحاق بن راھویہ، قتیبہ بن سعد، علی بن حجر، اور ابو کریب رحمۃ اللہ علیہم سے سماع کیا۔ حدیث کے امام تھے اور بڑے حفاظ میں سے تھے۔

امام ابو جعفر تنوخی قاضی احمد بن اسحاق بن بہلول

انہوں نے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی۔ سیر، تفسیر، شعر اور نحو کے حافظ تھے۔ ایک دن امام ابو جعفر طبری کے ساتھ تھے تو انہوں نے علمی مذاکرہ میں اِنہیں پیچھے چھوڑ دیا۔

امام ابو حامد احمد بن محمد بن حسن شرقی رحمۃ اللہ علیہ

علمِ حدیث میں یکتائے زمانہ تھے۔ امام ابو بکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: ابو حامد کی زندگی لوگوں اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جھوٹ بولنے کے درمیان ایک

رکاوٹ ہے۔

امام ابو العباس احمد بن محمد بن سعید عقدہ

انہوں نے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور یہ بڑے حفاظ میں سے تھے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اہلِ کوفہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنہ کے زمانے سے لے کر ابو العباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا حافظے والا نہیں دیکھا گیا۔

امام ابنِ عقدہ کہتے ہیں: بردیجی (یہ احمد بن ہارون ہیں وفات 301 ہجری یہ بھی بہت بڑے حافظ تھے) کوفہ میں آئے اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ مجھ سے مضبوط حافظہ والے ہیں۔ میں نے کہا: بات نہیں بڑھاؤ! ہم ایک کتب فروش کی دکان پر جاتے ہیں، ترازو رکھتے ہیں اور جتنی کتابیں تم چاہو تولتے ہیں، پھر تم ہمارے سامنے پیش کرو اور ہم انہیں یاد کرتے ہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ ابنِ عقدہ کے پاس ایک ہاشمی بیٹھے ہوئے تھے تو ابنِ عقدہ نے کہا: میں (اہل بیت اور بنی ہاشم کے متعلق) تین لاکھ حدیثوں کا جواب دے سکتا ہوں، اور سندوں، متون، مراسیل اور مقاطیع کے ساتھ مذاکرہ کر سکتا ہوں۔

امام ابنِ عقدہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئے تو ان کی کتابیں چھ سو اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں۔

امام احمد بن محمد بن دوست علاف رحمۃ اللہ علیہ

بہت سے حضرات سے حدیث کا سماع کیا اور آگے بیان کرنے میں اچھی معرفت رکھتے تھے نیز ان کا حافظہ بھی بہت وسیع تھا۔

حضرت حمزہ بن محمد بن طاہر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: میں نے اپنے ماموں امام ابو عبد اللہ بن دوست رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: میں دیکھتا ہوں آپ لوگوں کو اپنے حافظے سے بیان کرتے ہیں، کتاب سے کیوں نہیں بیان کرتے؟ انہوں نے جواب دیا: جو کچھ میں نے بیان کیا ہے، اسے دیکھو۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہوئی تو میں حافظے سے بیان نہیں کروں گا، اور اگر سب درست ہے تو پھر کتاب کی ضرورت ہی کیا ہے؟

احمد بن حسین (ابو الطیب متنبی)

بہت ذہانت، فطانت اور بہترین حافظہ والا تھا۔

ابو الحسن محمد بن یحییٰ علوی نے کہا: متنبی کے پاس بیٹھنے والے ایک کتاب فروش نے مجھے بتایا کہ "میں نے اس نوجوان متنبی سے بڑھ کر کوئی حافظہ والا نہیں دیکھا۔ ایک دن وہ میرے پاس تھا اور ایک شخص امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی تقریباً تیس ورقوں والی ایک کتاب بیچنے کے لیے لایا، متنبی نے اسے دیر تک دیکھا تو اس شخص نے کہا: بھائی صاحب! میں اسے بیچنا چاہتا ہوں جبکہ تم نے مجھے روک رکھا ہے، اگر تم اسے یاد کرنا چاہتے ہو تو یہ کام ان شاء اللہ ایک مہینے میں ہو سکتا ہے۔

متنبی نے کہا: اگر میں اسے ابھی یاد کرلوں تو کیا انعام دو گے؟ اس نے کہا: میں تمہیں یہ کتاب دے دوں گا۔ متنبی نے اس کے ہاتھ سے لے کر کتاب شروع سے آخر تک پڑھی، پھر اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ کتاب والا اٹھا اور متنبی سے چمٹ کر قیمت مانگنے لگا۔ متنبی نے کہا: اب کوئی قیمت نہیں، تم نے یہ کتاب مجھے دے دی ہے۔ چنانچہ ہم نے اسے روک لیا اور کہا: تم نے خود اس نوجوان کے لیے یہ شرط رکھی تھی، اسے چھوڑ دو۔

امام ابو بکر احمد بن محمد برقانی رحمۃ اللہ علیہ

مختلف ممالک کا سفر کیا، بہت کچھ لکھا اور سنا۔ قابل اعتماد، پرہیز گار اور ماہر تھے اور عظیم حافظوں میں سے تھے۔

امام احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے بہت کچھ سنا، عمدہ اور لاجواب کتابیں تصنیف کیں۔ یہ سلسلہ حفاظ پر مہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حافظ ابراہیم بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صالح بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: میں نے اپنے کچھ ساتھیوں کو سنا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن وہب دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ”ہم ابراہیم بن حسین کے ساتھ حدیث کا مذاکرہ کرتے تو وہ ہمارے ساتھ کثیر احادیث کا تبادلہ کرتے۔ وہ ایک حدیث کے بدلے میں کہتے: میرے پاس اس موضوع پر احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔“

حافظ ابراہیم بن اورمہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی بڑے حافظوں میں سے تھے۔

امام ابو علی اسماعیل بن یوسف دیلمی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عبادت گزاروں میں سے تھے اور حدیث کے حافظ تھے۔

چالیس ہزار (40,000) احادیث زبانی یاد تھیں اور ستر ہزار احادیث کا دور

کرتے تھے۔

امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ

ابنِ خشرم کہتے ہیں: امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ ستر ہزار احادیث زبانی اِملا کراتے تھے۔

ابو زید محمد بن یحییٰ بن خالد نے کہا: میں نے امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں ایک لاکھ احادیث کے حوالے ایسے جانتا ہوں گویا انہیں دیکھ رہا ہوں۔ ان میں سے ستر ہزار صحیح احادیث میرے قلب و ذہن میں محفوظ ہیں، جبکہ چار ہزار جعلی احادیث بھی مجھے یاد ہیں۔ ان سے پوچھا گیا: جعلی سے کیا مراد ہے؟ جواب دیا: جب صحیح احادیث کے درمیان کوئی جعلی حدیث میرے سامنے سے گزرتی ہے تو میں اسے ایسے باہر نکال لیتا ہوں جیسا دھاگے کو کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے۔

حرفِ باء

فقیہ بکر بن محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ

جب فقہ کا کوئی طالب علم ان سے سبق طلب کرتا تو یہ بغیر تیاری اور بغیر کتاب دیکھے جہاں سے وہ طالب علم چاہتا اسے سبق پڑھا دیتے۔ ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو کہا: میں نے یہ مسئلہ بخارا کے قلعے کے ایک برج میں چار سو بار دہرایا ہے۔

(میرے علم میں) حرف "ت" اور "ث" میں کوئی ایسا شخص مشہور نہیں جو حافظے میں ممتاز ہو۔

حرفِ جیم

امام جعفر بن محمد فریابی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے علم کی تلاش میں مشرق و مغرب کے سفر کیے، بزرگوں سے ملاقات کی اور حافظ ہدبہ، امام ابن مدینی اور حضرت قتیبہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے علما سے روایت کی۔ ثقہ، حجت اور حافظ تھے۔ بغداد میں تدریس کی، ان کے سامنے تین سو سولہ شاگرد بیک وقت صرف املاء کرتے تھے۔ جب ان کے مجموعی شاگردوں کا تخمینہ لگایا گیا تو تیس ہزار (30,000) شمار ہوئے جبکہ ان میں لکھنے والوں کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔

حرف حاء

حافظ ابو علی حسن بن علی بن شبیب معمری رحمۃ اللہ علیہ

یہ حافظِ حدیث تھے، انہوں نے حدیث کی تلاش میں مختلف ممالک کا سفر کیا اور حافظ ہدبہ، امام ابن مدینی اور حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء سے سماع کیا۔ ان کو ''معمری'' ان کی والدہ اُمُّ الحسن بنت ابو سفیان کی وجہ سے کہا جاتا تھا جو معمر بن راشد کی صاحبزادی تھیں۔ بڑے حفاظ میں سے تھے اور ان کی تصانیف بھی ہیں۔

امام ابو العباس حسن بن سفیان نسوی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بھی مختلف ممالک کا سفر کیا۔ خراسان میں امام ابن راھویہ، حضرت قتیبہ اور حضرت علی بن حجر سے سماع کیا۔ بغداد میں امام احمد، حضرت یحییٰ اور حضرت ابو خیثمہ سے، بصرہ میں حافظ ہدبہ اور حضرت شیبان سے، کوفہ میں امام ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ

سے، حجاز میں حضرت ابراہیم بن منذر سے، مصر میں حضرت ابو طاہر اور حضرت حرملہ سے، شام میں حضرت صفوان بن صلح اور مسیب بن واضح رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ علما سے سماع کیا۔ انہوں نے "المسند الکبیر"، "الجامع"، اور "المعجم" جیسی کتابیں تصنیف کیں۔

انہوں نے امام ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کی اور ادب کی تعلیم نضر بن شمیل کے شاگردانِ رشید سے حاصل کی۔ بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے اور لوگ خراسان کی طرف ان کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتے تھے۔

امام حسین بن محمد بن حاتم بن یزید (عُبید العِجل) رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بہت زیادہ سماعِ حدیث کیا، حفاظ حدیث میں ثقہ اور ماہر تھے، خاص طور پر مسند میں۔

احمد بن محمد بن سعید کہتے ہیں: ہم حضرت عبید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیوخ کے پاس حاضر ہوتے تھے، اس وقت وہ جوان تھے، ہمارے لیے احادیث منتخب کرتے تھے۔ جب وہ کتاب ہاتھ میں لیتے تو ان کے ذہن سے سب کچھ اڑ جاتا، ہم ان سے بات کرتے لیکن وہ جواب نہ دیتے۔ جب ہم باہر نکلتے تو ان سے کہتے: ہم نے تم سے بات کی لیکن تم نے جواب نہیں دیا؟ وہ کہتے: جب میں کتاب ہاتھ میں لیتا ہوں تو میرے ذہن سے سب کچھ اڑ جاتا ہے۔ میرے سامنے صحابی کی حدیث آتی ہے تو میں تمہیں کیسے جواب دوں؟ جبکہ مجھے اس صحابی کے مسند کے بارے میں شروع سے آخر تک سوچنا ہوتا ہے کہ یہ حدیث اس میں ہے یا نہیں؟ اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ انتخاب میں غلطی ہو جائے گی اور تم شیاطین ہو، میرے ارد گرد بیٹھے ہو پھر تم کہو گے:

تم نے ہمارے لیے یہ حدیث کیوں منتخب کی یہ حدیث تو فلاں کی ہے۔

امام حسین بن علی بن یزید (ابو علی نیشاپوری) رحمۃ اللہ علیہ

حدیث کی تلاش میں دور دراز علاقوں کا سفر کرنے والے، کثیر التصانیف اور اپنے زمانے میں حفظ، اتقان اور پرہیز گاری میں یکتا تھے۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: وہ ایک مہذب امام تھے۔

حافظ حسین بن احمد بن بکیر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بہت زیادہ سماعِ حدیث کیا اور کبار حفاظ میں سے تھے۔

اَزہَری کا بیان ہے: میں حضرت ابو عبد اللہ بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتا تھا۔ ان کے سامنے بڑے بڑے حدیث کے مجموعے ہوتے تھے۔ میں کسی جزء میں دیکھتا تو وہ مجھ سے پوچھتے: تمہیں کیا پسند ہے؟ یا تو تم مجھے کوئی حدیث کا متن بتاؤ، میں تمہیں اس کی سند (راویوں کا سلسلہ) بتادوں گا، یا تم سند بتاؤ، میں متن بتادوں گا؟ میں انہیں متون بتاتا تو وہ اپنے حافظے سے سندیں بیان کر دیتے۔ میں نے ایسا کئی بار کیا۔

(میرے علم میں) حرف "خ" سے لے کر "س" تک کے حروف میں کوئی بھی مشہور حافظ نہیں گزرا۔

حرف سین

خیر التابعین حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ

سعد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہُ عنہما کے ہر ہر فیصلے کو میرے سوا جاننے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

امام سلیمان بن مہران (امام اعمش) رحمۃ اللہ علیہ

لوگوں میں قرآن کے سب سے بڑے قاری، فرائض کے سب سے بڑے عالم اور حدیث کے سب سے بڑے حافظ تھے اور انتہائی معتبر تھے۔

امام سلیمان بن داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے امام شعبہ، امام ثوری اور دیگر ائمہ رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کی ہے۔
بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے، حافظِ حدیث اور ثقہ تھے۔

حضرت صالح بن احمد عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ حافظہ رکھنے والے تھے۔ انہوں نے اور امام عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہما نے بلاذر (ایک مشروب) پی لیا جس کی وجہ سے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو جذام ہو گیا اور حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو برص۔ اس کے باوجود امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس ہزار حدیثیں حفظ کیں، جبکہ حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے دس ہزار حدیثیں یاد کیں۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن شبہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: لوگوں نے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے چالیس ہزار حدیثیں لکھیں، حالانکہ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔

امام سلیمان بن اشعث (ابو داود سجستانی) رحمۃ اللہ علیہ

بڑے حفاظ میں سے ایک عالم تھے۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پانچ لاکھ حدیثیں لکھیں اور ان میں سے منتخب کر کے "سنن" میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں جمع کیں۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی بڑے حفاظ میں سے تھے اور ان کی بہترین تصانیف ہیں۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کے مشہور ائمہ میں ایک ہیں، حفظِ علم میں پیش پیش رہتے۔ حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی حافظہ رکھنے والا نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن یمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: میں نے جو کچھ بھی اپنے کانوں سے سنا اسے یاد کر لیا، یہاں تک کہ میں نے ایک ایسا لفظ (جو سننے قابل نہیں تھا) سنا تو اپنے کان بند کر لیے کہ کہیں یہ مجھے یاد نہ ہو جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے گانے والے کو گاتے ہوئے سنا تو اپنے کان بند کر لیے۔

حرفِ شین

امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

حافظ الحدیث تھے، ہم نے ان سے بڑھ کر شعر و ادب کا عالم نہیں دیکھا۔

حرفِ صاد

حافظ صالح بن محمد (ابو علی الاسدی) رحمۃ اللہ علیہ

ان کا لقب "جزرہ" تھا، کیونکہ جوانی میں انہوں نے ایک شیخ کے سامنے حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کی مریض پر دم کرنے والی دعا جسے خرزہ کہا جاتا ہے اسے جزرہ پڑھ دیا تھا، اسی وجہ سے یہ لقب مشہور ہو گیا۔

اِنہوں نے شام، مصر، خراسان اور بغداد میں بڑے شیوخ سے ملاقاتیں کیں۔ بڑے حفاظ اور ثقہ راویوں میں سے تھے۔

(میرے علم میں) ضاد کے حرف میں کوئی مشہور حافظہ رکھنے والا شخص نہیں ہے۔

حرفِ طاء

حافظ طلحہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ

امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: میں، امام شعبہ، امام ثوری اور امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہم اکٹھے تھے کہ ایک شیخ ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہمیں چار ہزار حدیثیں زبانی سنائیں۔ انہوں نے صرف دو جگہ پر غلطی کی، وہ غلطی نہ تو ہماری طرف سے تھی اور نہ ہی ان کی طرف سے، بلکہ ان کے اوپر والے راوی کی طرف سے تھی۔ وہ شخص طلحہ بن عمرو تھے۔

(میرے علم میں) ظاء کے حرف میں کوئی مشہور حافظہ رکھنے والا شخص نہیں ہے۔

حرف عین

امام عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے بہت زیادہ سماعِ حدیث کیا، حافظ اور ثقہ تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: میر ابیٹا حدیث کے علم میں خوش قسمت ہے۔

قاضی عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

انہیں "عبدان" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اِنہوں نے حضرت ہدبہ اور کامل بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کی، بڑے حفاظ میں سے تھے۔

حافظ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت ابو علی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا: عبدان کو ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔

امام عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث (ابو بکر بن ابی داؤد سجستانی) رحمۃ اللہ علیہ

وہ عراق کے محدث اور امام کے بیٹے تھے۔ اپنے والد کے ساتھ سفر کیا اور مختلف علاقوں میں گھوم کر علم حاصل کرتے رہے، سماعِ حدیث کیا، علم کو جمع کیا اور تصنیف کیا۔ بڑے حفاظ میں سے تھے۔

احمد بن ابراہیم بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام ابو بکر بن ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سجستان گئے تو اصحابِ حدیث ان کے پاس جمع ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ حدیثیں بیان کریں۔ اِنہوں نے انکار کیا اور کہا: میرے پاس کتاب نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا: امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور کتاب نہیں؟ خود کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے

مجھے اکسایا تو میں نے تیس ہزار حدیثیں اپنے حافظے سے انہیں سنائیں۔ جب میں بغداد پہنچا تو بغدادیوں نے کہا: وہ چلے آئے اور لوگوں سے کھیل گئے۔ پھر انہوں نے چھ دینار دے کر ایک بندہ سجستان بھیجا اور مجھ سے ایک نسخہ لکھوایا پھر وہ اسے بغداد لے گیا، جب حفاظِ حدیث نے اس کا جائزہ لیا تو انہوں نے مجھے چھ حدیثوں میں غلطی بتائی، جن میں سے تین حدیثیں وہ تھیں جو میں نے بالکل درست بیان کی تھیں اور تین حدیثوں میں میری غلطی تھی۔

ان کا انتقال ہوا تو 80 مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور جنازے میں تین لاکھ سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی۔

امام عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے بہت سی احادیث سنیں اور کتابیں تصنیف کیں، یہ حفاظِ حدیث میں سے تھے۔

انہوں نے (اپنے معاصرین میں سے) ستاسی (87) ایسے شیوخ سے روایت کی جن سے ان کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کی، کیونکہ یہ طویل عمر والے تھے۔

امام عبید اللہ بن عبد الکریم بن یزید (ابو زرعہ رازی) رحمۃ اللہ علیہ

ایک مضبوط امام اور بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پُلِ صراط سے کوئی شخص ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ حافظے والا نہیں گزرے گا، انہوں نے چھ لاکھ احادیث حفظ کیں۔

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے گھر میں پچاس سال پہلے لکھی ہوئی

چیزیں ہیں اور میں نے انہیں لکھنے کے بعد دوبارہ نہیں دیکھا، لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ کس کتاب میں ہیں، کس صفحے پر ہیں اور کس سطر میں ہیں۔ میرے کان نے جو بھی علم سنا، میرے دل نے اسے محفوظ کر لیا۔ میں بغداد کے بازار میں چلتا تھا اور بالائی منزلوں سے گانے والیوں کی آوازیں سنتا تو اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیتا اس ڈر سے کہ کہیں میرا دل ان آوازوں کو محفوظ نہ کر لے۔

ایک موقع پر حضرت ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم کھالی کہ ابو زرعہ دو لاکھ احادیث یاد رکھتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق، تو کیا اس کی قسم جھوٹی ہو گی اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی؟ امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: نہیں۔ (یعنی مجھے دو لاکھ واقعی یاد ہیں)

پھر امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں دو لاکھ احادیث اس طرح یاد رکھتا ہوں جیسے انسان سورت اخلاص یاد رکھتا ہے اور مذاکرہ اور دور کے دوران تین لاکھ احادیث کی یاد دہانی کرتا ہوں۔

امام عبد الرحمن بن احمد بن عبد اللہ (ابو عبد اللہ ختلی) رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے حافظ باغندی اور امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہما جیسے محدثین سے سماع کیا۔

ایک روایت کے مطابق یہ بصرہ آئے تو ان کے پاس ان کی کتابیں نہیں تھیں، لیکن انہوں نے کئی مہینوں تک احادیث بیان کیں، یہاں تک کہ ان کی کتابیں ان تک پہنچ گئیں۔ فرمانے لگے: میں نے اپنے حافظے سے پچاس ہزار احادیث بیان کیں آخر کار میری کتابیں مجھ تک پہنچ گئیں۔

امام عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے ائمہ ِحدیث مثلاً امام ثوری، امام مالک، امام شعبہ اور حمادین (حضرت حماد بن زید اور حضرت حماد بن ابو سلمہ) رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگوں سے روایت کی۔ کبار حفاظِ حدیث میں سے تھے۔

امام ابنِ مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر مجھے (حرم میں) رکن و مقامِ ابراہیم کے درمیان قسم کھا کر بھی کہنا پڑے تو میں قسم کھا کر کہوں گا کہ میں نے عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر حدیث کا عالم نہیں دیکھا۔

حضرت محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی، جو کچھ بھی میں نے ان سے علم سنا وہ ان کے حافظے سے سنا۔

امام عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ ہر دو رات میں قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق اِنہوں نے امام عبید اللہ بن عمر قواریری رحمۃ اللہ علیہ کو بیس ہزار احادیث اپنے حافظے سے سنائیں۔

ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے لیے کیا بہتر ہے: تمہارا ایک گناہ معاف ہو جائے یا تم ایک حدیث حفظ کر لو؟ انہوں نے جواب دیا: ایک حدیث حفظ کر لوں۔

امام عبد الملک بن قریب اصمعی رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے حضرت ابنِ عوف، امام شعبہ اور حمادین (حضرت حماد بن زید اور حضرت حماد بن ابو سلمہ) رحمۃ اللہ علیہم جیسے محدثین سے سماع کیا۔ بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔ خود کہتے ہیں: مجھے ساٹھ ہزار شعری قصائد یاد ہیں۔

حکایت: گھوڑے کے ہر عضو پر شعر

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں اور ابو عبیدہ، فضل بن ربیع کے پاس گئے، تو فضل بن ربیع نے کہا: اصمعی! تمہاری کتاب الخیل (گھوڑوں کے متعلق کتاب) کتنے اجزاء پر مشتمل ہے؟ میں نے کہا: ایک حصہ۔ فضل بن ربیع نے ابو عبیدہ سے پوچھا: تمہاری کتاب کتنے اجزاء پر مشتمل ہے؟ ابو عبیدہ نے کہا: پچاس اجزا پر۔ فضل بن ربیع نے دونوں کتابوں کو لانے اور پھر ایک گھوڑا لانے کا حکم دیا اور پھر کہا: ابو عبیدہ! اپنی کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھو اور گھوڑے کے اُس اُس مقام پر ہاتھ رکھو۔ ابو عبیدہ نے جواب دیا: میں بیطار (گھوڑوں کا ڈاکٹر) نہیں ہوں، اس کتاب میں جو علم ہے وہ میں نے عربوں سے سن کر حاصل کیا اور اسے لکھ دیا ہے۔ فضل بن ربیع نے کہا: اصمعی! اٹھو اور گھوڑے کے ہر حصے پر ہاتھ رکھو (اور بتاؤ)۔ میں اٹھا اور اپنے بازو اور ٹانگیں ذرا جھاڑیں پھر گھوڑے کے قریب آیا، اس کا کان پکڑا پھر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا یوں میں اس کے ہر حصے پر ہاتھ رکھ کر اس کا نام بتاتا اور ساتھ میں اس حصے کے متعلق ایک شعر بھی سناتا یہاں تک کہ میں اس کے کھروں تک پہنچ گیا جو گھوڑے کے جسم کا حصہ بھی نہیں ہیں۔ اس واقعہ کے بعد میں جب بھی ابو عبیدہ کو تنگ کرنا چاہتا تو گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے پاس چلا جاتا۔

حکایت: وزیر حسن بن سہل اور امام اصمعی

ابو الحسن بن عمر بن بکری اپنے والد کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم ایک دن وزیر حسن بن سہل کے پاس تھے، وہاں اور بھی کافی علماء موجود تھے، جن

میں امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ ، ابو عبیدہ، ہیثم بن عدی اور دیگر لوگوں کا ایک بڑا گروہ شامل تھا۔ حسن بن سہل کے ساتھی ان کے سامنے کاغذ پر کچھ لکھ رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے پچاس کاغذوں پر دستخط کر دیے۔ جب وہ اس سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: "علم پر گفتگو کرو۔" پھر ابو عبیدہ، امام اصمعی، ہیثم اور جریر بن حازم نے گفتگو شروع کی اور مجلس میں علم کا ذکر ہونے لگا۔ پھر بات اس مقام تک پہنچی کہ انہوں نے حدیث کے حافظین کا ذکر کیا اور وہ امام زہری، امام شعبی، حضرت قتادہ اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ اس پر ابو عبیدہ نے کہا: ہمیں ان لوگوں کی ضرورت کیا ہے؟ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان سے جو خبر آئی ہے وہ سچی ہے یا جھوٹی؟ مجلس میں ایک ایسا شخص بھی ہے جس کا دعوی ہے کہ وہ کبھی کچھ بھی نہیں بھولا، جس کتاب کو ایک مرتبہ پڑھا وہ ہمیشہ کے لیے یاد ہو گئی۔ ابو عبیدہ کا اس بات سے امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ تھا۔ حسن بن سہل نے ابو عبیدہ سے کہا: تم یہ ایسی بات لائے ہو جو نا قابلِ قبول ہے۔ اصمعی نے کہا: ہاں مجھے ایک ہی مرتبہ پڑھنا ہوتا ہے، میں کبھی کچھ نہیں بھولا ہوں۔ حسن بن سہل نے کہا: ہم اس بات کو آزمانا چاہتے ہیں: (یہ کہہ کر ایک غلام کو آواز دی کہ) فلاں کاغذات لے آؤ کیونکہ ان میں ہماری بہت زیادہ مسانید اور روایات جمع ہیں۔ غلام کاغذات لانے چلا گیا۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں تمہیں اس سے بھی زیادہ حیران کن چیز دکھاؤں؟ ابھی جو واقعات کے نسخے لائے گئے تھے جن پر تم نے اپنا بھی نوٹ لکھا تھا، دکھانے والا جب تمہیں دکھا رہا تھا تو میں بھی انہیں ایک نظر دیکھ رہا تھا چاہو تو وہ سارے منگوا لو میں ایک

ایک کر کے تمام واقعات اور تمہارے نوٹس اول تا آخر تمہیں بتا دوں گا۔ حسن بن سہل نے ان واقعات کو منگوا لیا۔ اصمعی نے کہا: پہلا قصہ فلاں شخص کا ہے، اس میں یہ یہ لکھا ہے اور اس پر تم نے یہ تحریر لکھی تھی۔ آخر کار 47 واقعات مکمل ہو گئے۔ حسن بن سہل نے کہا: بس! اتنا کافی ہے، اللہ کی قسم! ان لوگوں کی نظر تمہاری جان لے لے گی۔ پھر انہوں نے غلام سے کہا: پچاس ہزار درہم لے آؤ۔ غلام لایا تو اسے کہا: یہ درہم اٹھا کر ان کے ساتھ جاؤ۔ آخر کار وہ غلام بھی اور تمام دراہم بھی حسن بن سہل نے اصمعی کو دے دیئے اور باقی لوگ خالی لوٹ گئے۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک گرمی کے دن میں نے بصرہ کے قبرستان میں ایک لڑکی کو دیکھا جو ایک قبر پر ہاتھ رکھے غمگین آواز میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

1. هَلْ خَبَّرَ الْقَبْرُ سَائِلِيهِ — أَمْ قَرَّ عَيْنًا بِزَائِرِيهِ
2. أَمْ هَلْ تَرَاهُ أُحَاطَ عِلْمًا — بِالْجَسَدِ الْمُسْتَكِنِّ فِيهِ
3. لَوْ يَعْلَمُ الْقَبْرُ مَنْ يُوَارِى — تَاهَ عَلَى كُلِّ مَا يَلِيهِ
4. يَا جَبَلًا كَانَ ذَا امْتِنَاعٍ — وَرُكْنَ عِزٍّ لِمَنْ يَلِيهِ
5. وَنَخْلَةً طَلْعُهَا نَضِيدٌ — يَقْرُبُ مِنْ كَفِّ مُجْتَنِيهِ
6. وَيَا مَرِيضًا عَلَى فِرَاشٍ — تُؤْذِيهِ أَيْدِى مُمَرِّضِيهِ
7. وَيَا صَبُورًا عَلَى بَلَاءٍ — كَانَ بِهِ اللهُ يَبْتَلِيهِ
8. يَا مَوْتُ لَوْ تَقْبَلُ افْتِدَاءً — كُنْتُ بِنَفْسِى سَأَفْتَدِيهِ

9. يَا مَوْتُ مَاذَا أَرَدْتَ مِنِّي حَقَّقْتَ مَا كُنْتُ أَتَّقِيهِ

10. مَوْتٌ رَمَانِي بِفَقْدِ إِلْفِي أَذُمُّ دَهْرِي وَأَشْتَكِيهِ

11. آمَنَكَ اللهُ كُلَّ رَوْعٍ وَكُلَّ مَا كُنْتَ تَتَّقِيهِ

ترجمہ: (1) کیا قبر اپنے پوچھنے والوں کو کچھ بتاتی بھی ہے یا فقط زائرین سے (صاحبِ قبر) کی آنکھیں ٹھنڈی کی جاتی ہیں؟ (2) کیا تم سمجھتے ہو کہ قبر کو اپنے اندر چھپے (مدفون) جسم کا مکمل علم ہے؟ (3) اگر قبر جان لے کہ اس میں کون دفن ہے؟ تو وہ اپنے ارد گرد کی ہر چیز پر فخر کرے۔ (4) اے پہاڑ! (یعنی مرنے والے) تو مضبوط تھا اور اپنے لوگوں کے لیے عزت کا نشان تھا۔ (5) اے کھجور کے درخت! تیرے پھل خوبصورت ہیں اور تو اپنے پھل چننے والے کے ہاتھ کے قریب ہی رہتا ہے۔ (6) اے بیمار! جو اپنے بستر پر پڑا ہے، تیرے معالج تیرے لیے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ (7) اے صبر کرنے والے! جو مصیبت میں ہے، اللہ تجھے اس کے ذریعے آزماتا ہے۔ (8) اے موت! اگر تو فدیہ لیتی تو میں اپنی جان دے کر فدیہ دیتی۔ (9) اے موت! تو مجھ سے کیا چاہتی ہے؟ تو نے وہ چیز پوری کر دی جس سے میں ڈرتی تھی۔ (10) موت نے مجھے میرے محبوب کی جدائی کا تیر مارا میں اپنے دور کو ملامت کرتی ہوں اور اس کی شکایت کرتی ہوں۔ (11) اے عزیز! اللہ تجھے ہر خوف سے محفوظ رکھے اور ہر اس چیز سے بچائے جو ڈرانے والی ہو۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکی سے کہا: اے لڑکی! اپنے اشعار دوبارہ سناؤ۔ اس نے کہا: کیا تم نے میرے اشعار سن لیے؟ پھر میں نے اسے اس

کے اشعار آخر تک سنا دیے۔ وہ کپڑے جھاڑتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی: اے اللہ! اگر تیرے بندوں میں کوئی اصمعی موجود ہے تو وہ یہی ہے۔ (پہلے وہ صرف شہرت سے واقف تھی جانتی نہ تھی اب جب یہ حافظہ دیکھا تو سمجھ گئی کہ اگر کوئی اصمعی ہے تو وہ یہی ہیں)

امام عبد الغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

حافظ الحدیث تھے اور بہت مضبوط حافظے والے تھے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا: میں جب بھی ان سے ملا تو ہمیشہ کوئی نئی فائدہ مندبات سیکھ کر لوٹا۔ وہ گویا آگ کا شعلہ تھے۔

امام عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ

خود کہتے ہیں: میں نے جو کچھ بھی سیاہی سے سفید کاغذ پر لکھا، وہ سب یاد رکھتا ہوں، جب بھی مجھے کوئی شخص کوئی حدیث سناتا ہے تو مجھے دوبارہ سننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

حافظ عاصم بن علی (ابو الحسن واسطی) رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے ابنِ ابی ذئب اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثین سے حدیث روایت کی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی۔ یہ بہت بڑے حافظ تھے اور ان کی مجلس میں بہت سے لوگ شریک ہوتے تھے۔ کھجور کے ایک ٹیڑھے تنے پر بیٹھ کر حدیث لکھوایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث چودہ بار سنائی لیکن تمام لوگ نہیں سن سکے کیونکہ ان کی مجلس میں ایک لاکھ بیس ہزار لوگ موجود تھے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے حماد بن زید، ہشیم اور ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثین سے سماع کیا۔ اپنے زمانے کے حفاظ میں سب سے ممتاز تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اپنے آپ کو صرف علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چھوٹا محسوس کیا ہے۔

امام علی بن عمر دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے زمانے میں حفظ، اتقان اور نقل کی معرفت میں بے مثال تھے۔ ایک دن حضرت ابو الفتح بن ابو الفوارس رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا: اے ابو الفتح! مشرق سے مغرب تک سوائے میرے کوئی بھی اس حدیث کو نہیں جانتا۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے علل پر لکھا جسے امام برقانی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کر کے مسند کی ترتیب پر مرتب کیا۔ یہ کتاب "علل" کے نام سے مشہور ہے۔

ازہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لڑکپن میں محدث اسماعیل صفاری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت کی۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاس موجود کسی نسخے میں اپنا کام کر رہے تھے جبکہ محدث اسماعیل صفاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث املاء کروارہے تھے، حاضرین میں سے کسی نے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ کا سماع صحیح نہیں ہو سکتا آپ لکھنے میں لگے ہوئے ہو۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: لکھتے ہوئے میرے اور تمہارے سمجھنے میں بہت فرق

ہے۔ یہ بتاؤ کہ اب تک تم نے کتنی حدیثیں سنی ہیں؟ اُس شخص نے کہا: معلوم نہیں۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شیخ نے اٹھارہ حدیثیں اِملا کروائی ہیں۔ وہ بندہ کہتا ہے میں نے حدیثوں کو گنا تو اتنی ہی تھیں جتنی امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بتائیں۔ پھر امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلی حدیث یہ ہے، فلاں سے فلاں نے روایت کی اور اس کا متن یوں ہے، دوسری حدیث یہ ہے: فلاں سے فلاں نے روایت کی اور اس کا متن یوں ہے، وہ اسی طرح تمام احادیث کی اسناد اور متون ترتیب سے ذکر کرتے گئے یہاں تک کہ آخری حدیث تک پہنچ گئے۔ لوگوں نے حافظے کا یہ عالم دیکھا تو بہت تعجب کیا۔

امام علی بن محمد بن ابو الفہم (ابو القاسم تنوخی)

یہ ابو القاسم التنوخی کے دادا تھے جن سے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حکایت: چھ سو اشعار کی نظم یاد کرلی

امام تنوخِی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو دعبل کی ایک نظم پڑھتے سنا، اس وقت میں پندرہ سال کا تھا اس نظم میں وہ یمن کے فخر کا ذکر کرتے ہیں اور کُمیت پر فخر کرنے کا رد کرتے ہیں۔ اُس نظم کا آغاز اس شعر سے ہوتا تھا:

أفيقي من ملامك يا ظعينا　　　كفاك اللوم مرُّ الأربعينا

ترجمہ: اے پردہ نشین! اپنی ملامت سے باز آ، بس! اب تمہاری شکایتوں کا وقت گزر چکا۔

یہ نظم تقریباً چھ سو اشعار پر مشتمل تھی، مجھے اس میں یمن کے لوگوں کا فخر اور

ان کی خصوصیات اتنی پسند آئیں کہ میں نے دل میں عزم کیا کہ اسے حفظ کروں، میں نے کہا: یاسیدی! مجھے یہ نظم دے دو تاکہ میں اسے حفظ کر سکوں۔ مگر ابا حضور راضی نہ ہوئے میں نے زیادہ اصرار کیا تو بولے: میرے خیال میں تم شاید اس کے پچاس یا سو اشعار یاد کر کے کتاب پھینک دو گے۔ میں نے کہا: براہ کرم! آپ مجھے دے دیں۔ انہوں نے وہ نظم مجھے دے دی۔ میں گھر کے ایک کمرے میں بند ہو گیا اور وہاں پورا دن رات اس نظم کو یاد کرنے میں مشغول رہا۔ صبح سویرے جب میں نے اس کو اچھی طرح سے مکمل حفظ کر لیا تو میں ابا جان کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: ہاں! تم نے دعبل کی نظم میں سے کتنے اشعار حفظ کیے؟ میں نے کہا: میں نے پوری نظم حفظ کر لی ہے۔ انہوں نے غصے میں آکر کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو! لاؤ مجھے دکھاؤ۔ میں نے اپنی جیب سے وہ نظم نکال کر انہیں دی، وہ اسے دیکھنے لگے اور میں نے نظم پڑھنا شروع کی۔ جب میں سو اشعار تک پہنچا تو انہوں نے (ایک شعر پڑھ کر کر) کہا: اب یہاں سے پڑھو۔ میں نے باقی کے اشعار پڑھ کر سنا دیے۔ وہ میری یادداشت اور اچھے حافظے سے بہت متاثر ہوئے اور مجھے گلے لگا لیا میرا سر اور میری آنکھیں چوم کر کہنے لگے: میرے بیٹے! اللہ کا واسطہ اس واقعے کا کسی کو مت بتانا مجھے ڈر ہے کہیں تمہیں نظر نہ لگ جائے۔

مزید بتاتے ہیں کہ میرے والد نے میری حفاظت کی اور اس کے بعد میں نے ابو تمام اور بحتری کے اشعار بھی حفظ کیے، حالانکہ اس سے پہلے میں دیگر محدثین اور قدیم شعراء کے دو سو قصیدے حفظ کر چکا تھا۔

میرے والد اور ہمارے ملک شام کے شیوخ کہتے تھے: جو شخص طائیوں (ابو تمام

اور بحتری) کے چالیس قصیدے حفظ کر لے اور وہ اشعار نہ کہہ سکتا ہو تو وہ انسان کی شکل میں ایک گدھا ہے۔

میں نے اشعار کہے اور ابھی میری عمر بیس سال سے بھی کم تھی۔

(میرے علم میں) حرف "غین" میں کوئی مشہور حافظ نہیں ہے۔

حرفِ فاء

امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے لوگوں سے حدیث کی سماعت کی اور ان سے امام ابنِ مبارک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کی۔ ثقہ اور حافظے میں بہت مضبوط تھے۔

حضرت احمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نکلا تو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: میں ابو نعیم کو آزمانا چاہتا ہوں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ایسا نہیں کرنا، یہ شخص بہت مضبوط ہے۔ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے ضرور آزمانا ہے۔ انہوں نے ایک کاغذ لیا اور اس پر امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی تیس احادیث لکھیں، ہر دس احادیث کے بعد ایک ایسی حدیث رکھی جو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی نہ تھی۔ پھر وہ امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے دس احادیث پڑھیں، امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ جب گیارہویں حدیث پڑھی تو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ میری حدیث نہیں، اسے کاٹ دو۔ پھر یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری دس احادیث پڑھیں، امام ابو نعیم رحمۃ اللہ

علیہ خاموش رہے۔ جب بیسویں کے بعد حدیث پڑھی تو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ میری نہیں ہے اسے کاٹ دو۔ پھر تیسری دس احادیث پڑھیں، امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ جب تیسویں حدیث پڑھی تو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ بدل گیا، آنکھوں میں غصہ آگیا اور یحییٰ کی طرف دیکھا اور میرا بازو پکڑ کر کہا: یہ (احمد بن حنبل) تو اتنی جرأت نہیں کرسکتے، یہ تمہارا ہی کام ہے، پھر انہوں نے اپنا پیر نکالا اور یحییٰ کو لات ماری، جس سے وہ گر پڑے۔ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: خدا کی قسم! ان کی وہ لات مجھے اپنے تمام سفر سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

امام قتادہ بن دِعامہ (ابو الخطاب سدوسی) رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضرت انس، عبد اللہ بن سرجس، حنظلہ کاتب اور ابو الطفیل رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم سے روایات بیان کیں۔ امام شعبی، امام مجاہد، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہم سے مرسل روایات بیان کیں، لیکن ان سے براہِ راست سماع نہیں کیا۔

انہوں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کثیر سوالات کیے۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ان سے پوچھا: جو کچھ تم نے مجھ سے پوچھا ہے وہ سب تمہیں یاد ہے؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ہاں، میں نے آپ سے فلاں چیز پوچھی تھی، آپ نے یہ جواب دیا تھا اور فلاں چیز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے یہ فرمایا تھا۔ یہ سن کر حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اللہ پاک نے تم جیسا بھی کوئی پیدا کیا ہوگا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: میرے کانوں نے جو کچھ سنا، وہ میرے دل میں

محفوظ ہو گیا۔

(میرے علم میں) حرف "کاف" اور "لام" میں حافظے میں شہرت رکھنے والا کوئی نہیں۔

حرفِ میم

امام محمد بن مسلم (ابو بکر زہری) رحمۃ اللہ علیہ

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے کبھی کوئی حدیث دہرائی نہیں، نہ کسی حدیث میں شک کیا سوائے ایک حدیث کے، وہ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھی تو ویسی ہی تھی جیسے مجھے یاد تھی۔

امام محمد بن عمر واقدی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد بن موسیٰ کہتے ہیں: میں نے کسی ایسے شخص سے تحریر نہیں کی جو ان سے زیادہ حافظہ رکھتا ہو۔

امام محمد بن اسماعیل (امام بخاری) رحمۃ اللہ علیہ

حدیث کے علم میں ماہر، اِنہیں بہترین حافظہ اور معرفتِ حدیث عطا ہوئی، ایک ہزار شیوخ سے علم حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ وہ بصرہ کے مشائخ کے پاس جاتے مگر تحریر نہیں کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا: آپ لکھتے کیوں نہیں؟ آپ نے انہیں اپنے حافظے سے پندرہ ہزار سے زائد احادیث سناڈالیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: خراسان نے محمد بن اسماعیل بخاری جیسا کوئی نہیں پیدا کیا۔

بعض مشائخ نے بیان کیا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد پہنچے تو محدثین نے ان

کا امتحان لینے کے لیے سو احادیث کے متن اور سندوں کو گڈ مڈ کر کے دس افراد کو دیں۔ ہر شخص نے ان سے پوچھا، مگر بخاری ہر بار کہتے: "میں نہیں جانتا"۔ جب سب ختم ہو گئے تو انہوں نے پہلے شخص کی ہر حدیث کو درست سند کے ساتھ بیان کیا اور ہر متن کو اصل سند سے جوڑ دیا (یوں سو احادیث کا متن اور سند درست کر کے بتایا)۔ آخر کار لوگوں نے ان کے حافظے اور فضیلت کو تسلیم کر لیا۔

حافظ محمد بن مسلم بن وارہ رحمۃ اللہ علیہ

وہ بہت سمجھدار حافظ الحدیث تھے، امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ ابنِ وارہ کے علاوہ نہ کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے نہ ان کے علاوہ کسی کو اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔

امام محمد بن ادریس رازی (ابو حاتم رازی) رحمۃ اللہ علیہ

حدیث کے عظیم امام، عللِ حدیث اور جرح و تعدیل کے ماہر تھے۔ کہتے ہیں: میں نے حدیث کی تلاش میں ہزار میل سے زیادہ پیدل سفر کیا۔ میں نے ابو ولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر اعلان کیا: جو مجھے کوئی صحیح مسند حدیث سنائے جو میں نے نہ سنی ہو، اسے ایک درہم دوں گا۔ مگر کسی نے ایسی حدیث نہ سنائی۔

کہتے ہیں اس سے میرا ارادہ یہ تھا کہ کوئی کہے فلاں کے پاس ایسی ایسی حدیث ہے تو میں وہاں پہنچ جاؤں اور اس سے حدیث سنوں۔ اسی وجہ سے میں نے لوگوں کو ابھارا تھا۔

امام محمد بن ابی بکر بن ابی خیثمہ (ابو عبد اللہ) رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے کئی اساتذہ سے سماع کیا اور ان کے والد نے تاریخ کی کتاب لکھنے میں ان کی مدد کی۔

قاضی ابن کامل کہتے تھے: مجھے چار افراد سے ملنے کی خواہش تھی: امام ابو جعفر طبری، حضرت بربری، امام ابو عبد اللہ بن ابو خیثمہ اور حضرت معمری۔ میں نے ان چاروں سے بڑھ کر فہم و فراست اور حافظے والا نہیں دیکھا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری

اِنہوں نے بہت سے لوگوں سے سماعت کی اور ہر فن میں بے شمار علوم جمع کیے۔ ان کی بڑی بڑی تصانیف ہیں اور یہ بہت مضبوط حافظے والے تھے۔

امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے مختلف ممالک کا سفر کیا اور بہت سے لوگوں سے علم حاصل کیا۔ ممتاز حافظے والوں میں سے ایک تھے۔ آپ کے کئی مشائخ نے بھی آپ سے روایت کیا جن میں بخاری اور مسلم بھی شامل ہیں۔

حافظ الحدیث محمد بن محمد بن سلیمان باغندی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر ممالک کا سفر کرنے اور بہت بزرگوں سے علم حاصل کرنے والے تھے، یہ بھی مضبوط حافظے کے مالک تھے۔

کہا کرتے تھے: میں تین لاکھ مسائل کے جوابات حدیثِ رسول سے دے سکتا ہوں۔

ایک مرتبہ کہا: مجھے حدیث سے اتنی محبت ہوگئی کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے آپ سے دعا کی درخواست نہیں کی بلکہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! حدیث میں کون زیادہ ثقہ ہے منصور یا اعمش؟ تو آپ نے

فرمایا: منصور، منصور۔

امام ابو حفص بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن محمد باغندی کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے نماز شروع کی، پھر کہا: ہمیں محمد بن سلیمان لوین نے خبر دی۔ جب پیچھے سے بطور لقمہ سبحان اللہ کہا گیا تو کہنے لگے: ہمیں شیبان بن فروخ ابلی نے خبر دی، پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے دور و نزدیک کے ممالک میں بہت سے لوگوں سے سماعِ علم کیا اور بہت کتابیں لکھیں۔ صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کے اختلافات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ کثرت سے نماز پڑھنے والے اور سخی تھے۔

امام ابو بکر محمد بن قاسم انباری رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے بھی بہت علم حاصل کیا اور کئی تصنیفات کیں۔ اپنے حافظے کی وجہ سے مشہور تھے حتّٰی کہ ان کے حافظے کی مثال دی جاتی تھی۔ کتاب سے نہیں بلکہ اپنے حافظے سے املا کراتے تھے۔

بے مثال حافظہ

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو قرآنی شواہد پر تین لاکھ اشعار بھی یاد تھے۔ ایک بار بیمار ہوئے تو والد پریشان ہو گئے اور کہنے لگے: میں کیسے پریشان نہ ہوں، یہ وہ شخص ہے جو ان صندوقوں میں موجود تمام کتابوں کا علم رکھتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن کی ایک سو بیس تفاسیر ان کو اسناد کے ساتھ یاد تھیں۔

انہوں نے اپنے حافظے سے "غریب الحدیث" کا املا کرایا جو پینتالیس ہزار اوراق پر مشتمل تھی۔ نیز "شرح الکافی" (ایک ہزار اوراق)، "الاضداد" (ایک ہزار اوراق) اور "الجاہلیات" (سات سو اوراق) پر مشتمل کتب لکھیں اور اس کے علاوہ بھی کئی تصانیف یاد گار چھوڑیں۔

ایک بار انہوں نے ایک لونڈی کو فروخت ہوتے دیکھا وہ ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ وہ خلیفہ راضی باللہ کے پاس گئے۔ خلیفہ نے پوچھا: تم کہاں تھے؟ انہوں نے لونڈی کا واقعہ بتایا تو خلیفہ نے اسے خرید کر ان کے گھر بھیج دیا۔ جب وہ گھر پہنچے اور لونڈی کو دیکھا تو کہا: اوپری منزل پر چلی جاؤ میں بات کرنے آتا ہوں۔ پھر خود ایک مسئلہ تلاش کرنے میں مشغول ہو گئے اور ان کا دل لگ گیا۔ خادم سے کہا: اس لونڈی کو بیچنے والے کے پاس واپس لے جاؤ۔ لونڈی نے پوچھا: کیا میرا کوئی قصور ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارا کوئی قصور نہیں، بس تم نے مجھے میرے علم سے غافل کر دیا تھا۔ جب یہ بات خلیفہ راضی باللہ تک پہنچی تو اس نے کہا: کسی کے دل میں علم اتنا زیادہ محبوب نہیں ہو سکتا جتنا ان کے سینے میں ہے۔

ایک ہفتے میں پندرہ ہزار اوراق کا مطالعہ

جب وہ خلیفہ راضی کے پاس جاتے تو ان کے لیے خشک کلیجی بھونی جاتی، جسے وہ کھاتے اور عصر تک پانی نہیں پیتے تھے۔ یہ سب ان کے حافظے کو برقرار رکھنے کے لیے تھا۔ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ہر وہ چیز کھانے لگے جو انہیں پسند تھی۔ ایک دن طبیب آیا اور ان کے پیشاب کو دیکھ کر کہا: یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تم

نے ایک ایسا کام کیا ہے جو عام لوگوں کے بس سے باہر ہے۔ جب طبیب باہر نکلا تو ان کے کچھ دوستوں نے اس کا پیچھا کیا۔ طبیب نے کہا: وہ ختم ہو چکے ہیں اب کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ جب وہ دوست واپس آئے تو ان سے پوچھا: تم کیا کرتے تھے کہ طبیب نے تمہاری حالت کا اندازہ لگا لیا؟ انہوں نے جواب دیا: میں ایک ہفتے میں پندرہ ہزار اوراق کا مطالعہ کرتا تھا۔

امام ابو عمر محمد بن عبد الواحد بن ابی ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

لغت میں ماہر اور زُہد و تقویٰ کے پیکر تھے، ثعلب کے شاگرد تھے۔ انہوں نے بہت علم سیکھا اور زبان و ادب کا بہت کچھ حفظ کیا۔ انہوں نے اپنے حافظے سے تیس ہزار اوراق پر مشتمل لغت کا املا کرایا۔ ان کے وسیع حافظے کی وجہ سے بعض لوگوں نے ان پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔

رئیس الرؤساء ابو القاسم علی بن محسن کا بیان ہے کہ حضرت ابو عمر زاہد رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابو عمر کے بیٹے کو پڑھاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے لڑکے کو تقریباً تیس مسائل زبان و ادب کے بارے میں املا کرائے، جو غریب الفاظ پر مشتمل تھے اور انہیں دو اشعار پر ختم کیا۔ جب ابو بکر بن درید، ابن انباری اور ابن مقسم، قاضی ابو عمر کے پاس گئے قاضی نے وہ مسائل ان کے سامنے رکھے مگر ان میں سے کسی نے ان مسائل کو نہیں پہچانا اور شعر کو بھی جھٹلایا۔ قاضی نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے؟ ابن انباری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں مشکلات القرآن کی تصنیف میں مصروف ہوں، میں کچھ نہیں کہوں گا۔ ابنِ مقسم نے بھی اسی طرح کہا کیونکہ وہ علم قراءت میں مصروف تھے۔ ابن درید

نے کہا: یہ مسائل ابو عمر کے گھڑے ہوئے ہیں، ان کا زبان و ادب میں کوئی وجود نہیں۔

پھر وہ سب چلے گئے۔ جب حضرت ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پتہ چلی تو وہ قاضی کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ وہ قدیم شعراء کے دیوان لے آئیں۔ قاضی نے اپنی الماری کھولی اور وہ دیوان پیش کیے۔ ابو عمر ہر مسئلے کے لیے ان دیوانوں سے شواہد پیش کرتے رہے یہاں تک کہ تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ دونوں شعر ثعلب نے قاضی کی موجودگی میں پڑھے تھے اور قاضی نے اِنہیں اپنے ہاتھ سے ایک کتاب کی پشت پر لکھا تھا۔

جب قاضی نے سابقہ قاضی کی کتاب نکالی تو دیکھا حضرت ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کے مطابق وہ شعر قاضی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے۔ جب یہ واقعہ ابن درید تک پہنچا تو انہوں نے اپنے انتقال تک ابو عمر کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

امام محمد بن احمد بن ابراہیم عسال اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بڑے محتاط اور دقیق حفاظ میں سے تھے۔ حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ایک ہزار شیوخ سے لکھا مگر ان میں سے کسی کو ابو احمد عسال جیسا محتاط نہیں پایا۔

امام ابو بکر محمد بن سالم جعابی

انہوں نے یوسف قاضی، جعفر فریابی اور بہت سے لوگوں سے حدیثیں روایت کیں۔ عظیم حفاظ میں سے تھے، ابو العباس بن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے اور ان سے احادیث حفظ کیں۔

حافظ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

جعابی خود کہتے ہیں: میں رقہ گیا، وہاں میری کتابیں تھیں۔ میں نے اپنے غلام کو ان کتابوں کے لیے بھیجا تو وہ غمگین لوٹا اور کہا: کتابیں گم ہو گئیں۔ میں نے کہا: غم نہ کرو، ان کتابوں میں دو لاکھ احادیث تھیں وہ مجھے ایسے یاد ہیں کہ ان کے متن یا سند میں مجھے کوئی اشکال نہیں۔

علی بن ابو علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم نے ابو بکر جعابی جیسا حافظ نہیں دیکھا۔

بعض کہتے تھے: جعابی دو لاکھ احادیث یاد رکھتے ہیں اور چھ لاکھ احادیث کے متعلق بحث کر سکتے تھے۔ وہ دیگر حفاظ سے اس لحاظ سے ممتاز تھے کہ وہ احادیث کے الفاظ کو اصلی صورت میں بیان کرتے اور منقطع و مرسل احادیث اور تاریخی واقعات کو بھی حفظ کرتے تھے۔ وہ عللِ حدیث اور راویوں کے حالات (ثقات، ضعفاء، تاریخِ پیدائش و وفات) کے امام تھے۔ ان کے زمانے میں کوئی ان سے آگے نہ تھا۔

قاضی ابو عمر قاسم بن جعفر ہاشمی کہتے ہیں کہ میں نے جعابی کو کہتے سنا: میں چار لاکھ احادیث یاد رکھتا ہوں اور چھ لاکھ احادیث کا دور کر سکتا ہوں۔

امام ابو الفتح محمد بن حسین ازدی رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے ابو یعلی موصلی سے روایات کیں اور یہ بڑے حفاظ میں سے تھے۔

امام ابو الحسین محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ

عظیم حافظ تھے، مختلف ممالک کا سفر کیا، بے شمار احادیث سنیں اور بڑے حفاظ میں شمار ہوتے تھے۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعظیم کرتے تھے اور ان کی موجودگی

میں تکیہ نہیں لگاتے تھے۔

امام محمد بن ابو الفوارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: محمد بن مظفر معتبر، امانت دار اور عمدہ حافظ تھے، علم حدیث اور حفظِ حدیث ان پر ختم تھا۔

ایک مرتبہ جب قاضی ابو محمد بن معروف کی مجلس میں ابو الفضل زہری رحمۃ اللہ علیہ داخل ہوئے تو ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور انہیں بٹھایا۔ ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی کو بتایا کہ یہ شیخ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، پھر انہوں نے ابو الفضل کے آباء و اجداد کی سند سے ایک ایک حدیث سنائی، یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ عنہ تک پہنچ گئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے دور دراز کا سفر کیا اور کثیر احادیث لکھیں۔

حافظ ابو العباس جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا، میں نے ایک دن ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ کا سماعِ حدیث کتنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: پانچ ہزار متون۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے بھی کئی تصنیفات کیں، یہ محتاط حفاظ میں سے تھے۔

امام محمد بن احمد (ابو الفتح بن ابو الفوارس) رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے کثیر سماع کیا، بے شمار لکھا، صالح و عمدہ حفاظ میں سے تھے۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی صوری رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بہت سماع کیا، ممتاز اور پرہیز گار حفاظ میں سے تھے، مسلسل روزے رکھتے تھے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی بیشتر کتب میں استفادہ کیا۔

امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

ممتاز حفاظ میں سے تھے۔ انہوں نے تین لاکھ سنی ہوئی احادیث میں سے صحیح احادیث پر مشتمل کتاب (صحیح مسلم) ترتیب دی۔

امام ابو عمران موسیٰ بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ سے سماع کیا۔ اپنے زمانے میں حفظ، مہارت اور راویوں کی معرفت کے امام تھے، بہت پرہیز گار تھے۔

حافظ عبد الغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: حدیث پر سب سے عمدہ گفتگو کرنے والے اپنے زمانے میں امام علی بن مدینی، حافظ موسیٰ بن ہارون، اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

امام معافیٰ بن زکریا جریری رحمۃ اللہ علیہ

علم کے سمندر تھے، تمام فنون کے ماہر تھے۔

ابو محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: جب امام معافیٰ رحمۃ اللہ علیہ موجود ہوں تو تمام علوم موجود ہوتے ہیں، اگر کوئی اپنا ایک تہائی مال سب سے بڑے عالم کو دینے کی وصیت کرے تو وہ امام معافیٰ کو دیا جائے۔

احمد بن عمر بن روح کا بیان ہے کہ حضرت معافیٰ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ایک رئیس

کے گھر میں موجود تھے، وہاں کچھ اہل علم و ادب جمع تھے۔ انہوں نے حضرت معافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ہم کس قسم کے علم پر گفتگو کریں؟ حضرت معافیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رئیس سے کہا: آپ کی لائبریری میں کئی اقسام کے علوم اور ادب جمع ہیں، اگر آپ چاہیں تو کسی غلام کو بھیج کر دروازہ کھلوانے کا حکم دیں، پھر وہ غلام جو بھی کتاب اس کے قریب ہو، اُسے اُٹھا کر لے آئے۔ پھر ہم اُس کتاب کو کھول کر دیکھیں گے، وہ جس بھی علم پر مشتمل ہوئی ہم اسی علم میں گفتگو اور تبادلہ خیال کریں گے۔ ابن روح کہتے ہیں: اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت معافیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام ہی علوم سے شناسائی تھی۔

(میرے علم میں) حرف ”نون“ اور ”واو“ میں کوئی مشہور حافظ نہیں۔

حرف ہاء

حضرت ہُشَیم بن بشیر واسطی رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سماعت کی اور حفاظ و ثقات علماء میں سے تھے۔ حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حدیث کے چار حفاظ تھے اور حضرت ہشیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے شیخ تھے۔

حضرت ہشیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں ایک مجلس میں سو احادیث یاد کر لیتا تھا، اگر ایک ماہ بعد بھی ان کے متعلق مجھ سے پوچھا جاتا تو میں جواب دیتا۔

ہشام بن محمد بن سائب کلبی

نسب کے ماہر تھے، اپنے والد سے روایت کی۔ خلیفہ بن خیاط اور محمد بن سعد نے

ان سے روایت کی۔ حافظِ حدیث تھے۔

محمد بن ابو سری کا بیان ہے کہ ہشام بن کلبی نے مجھ سے کہا: میں نے وہ یاد کیا جو کسی نے نہیں یاد کیا اور میں وہ بھولا جو کوئی نہیں بھولا۔ میرے ایک چچا تھے جو مجھے قرآن حفظ نہ کرنے پر ٹوکتے تھے، میں نے گھر میں داخل ہو کر قسم کھائی کہ قرآن حفظ کیے بغیر نہیں نکلوں گا، چنانچہ میں نے تین دن میں قرآن حفظ کر لیا۔ اور جو میں بھولا وہ یہ تھا کہ ایک دن میں نے آئینے میں دیکھا تو اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑی اور بجائے مٹھی کے نیچے سے کاٹنے کے اوپر سے کاٹ ڈالی۔

امام ہبۃ اللہ بن حسین بن منصور (ابن قاسم لالکائی) رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بہت زیادہ علم حاصل کیا اور کتابیں لکھیں، موجودہ دور (پانچویں صدی ہجری) کے حفاظ میں سے تھے۔

حرف یاء

امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ

اِنہوں نے ہشام بن عروہ، امام اعمش اور حضرت سفیان ثَوری علیہم الرحمہ وغیرہ سے سماعت کی۔ ابن مہدی، عفان اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے ان سے روایت کی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میری آنکھوں نے ان جیسا نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! ہم نے ان جیسا نہیں پایا، ان کا حافظہ بھی بہت مضبوط تھا فقہ میں بھی بہت گہرے اور مضبوط فقیہ تھے۔

امام یحییٰ بن محمد بن صاعد رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے بہت زیادہ سماعِ حدیث کیا، حدیث کے بڑے حفاظ اور ثقہ راویوں میں سے تھے۔ امام بغوی، جعابی، ابنِ مظفر اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر نے ان سے روایت کی۔

امام یعقوب بن ابراہیم (قاضی امام ابو یوسف) رحمۃ اللہ علیہ

حدیث کے حفظ میں مشہور تھے۔ کسی بھی (محدث کی) مجلس میں حاضر ہوتے، پچاس یا ساٹھ احادیث یاد کرتے پھر کھڑے ہو کر لوگوں کو املا کراتے۔

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری، سلیمان تیمی، حمید طویل رحمۃ اللہ علیہم اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا۔ ثقہ اور مضبوط حافظے والے تھے۔ بغداد میں درسِ حدیث دینے لگے تو ان کی مجلس میں تقریباً ستر ہزار افراد کا مجمع تھا۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

احمد بن ابو طیب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: ہارون مستملی آپ کی مجلسِ حدیث میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ ہارون داخل ہوا تو حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے ہارون! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم میری حدیث میں دخل دینا چاہتے ہو۔ اچھا پورا زور لگا لو، اگر تم میری کوئی رعایت کرو تو اللہ تمہاری رعایت نہ کرے، میں تئیس ہزار (23,000) احادیث کا حافظ ہوں۔ اگر میں اپنی حدیث کی حفاظت نہ کر سکوں تو اللہ میری حفاظت نہ فرمائے۔

حافظے کو مضبوط رکھنے، شوقِ علم دلانے اور بہترین حافظے والوں کے تذکرہ پر مشتمل کتاب

الحث علی حفظ العلم و ذکر کبار الحفاظ (لابن الجوزی)

ترجمہ بنام

حفاظتِ علم اور بلند مقام کے حامل حفاظ کا ذکر

اس میں آپ پڑھ سکیں گے:

1. پہلا باب: علم کو حفظ (یاد کرنے) پر ابھارنا۔
2. دوسرا باب: فطرتی اور کسبی طور پر کون حفظِ علم کا اہل اور کون نااہل ہے۔
3. تیسرا باب: حفظ میں معاون ادویات کا ذکر۔
4. چوتھا باب: محفوظ چیزوں کو مضبوط کرنے کا طریقہ۔
5. پانچواں باب: محفوظات (یاد کیے گئے علم) کو دہرانے کے مناسب اوقات۔
6. چھٹا باب: محفوظات میں ترجیحی امور کا بیان۔
7. ساتواں باب: ممتاز حفاظ کا تذکرہ۔

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلسنت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER